بسم اللہ الرحمن الرحیم • یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم •

مسلک اہل حدیث کا داعی اور جمعیۃ اہل حدیث ہند کا نقیب

ترجمان
پندرہ روزہ
دہلی

مدیر: ابو السلام احمد
معاون مدیر: عبید اللہ رحمانی

بدل اشتراک
سالانہ: بارہ روپے
ششماہی: چھ روپے
فی پرچہ: ۰۰/۶۰ پیسے

وہ لوگ جو آخرت کے باغوں میں جگہ پائیں گے

آدمی کو چاہیے کہ خدا سے اتنا قریب ہو جائے کہ ہر وقت اس کو خدا کی یاد آتی رہے۔ اللہ کی بڑائی کا احساس اس کے اوپر اتنا چھا جائے کہ اپنا وجود اس کو بے حقیقت نظر آنے لگے۔ جنت اور جہنم کا اس کو اتنا یقین ہو جائے کہ دنیا کے آرام و تکلیف سے زیادہ اس کو آخرت کے آرام و تکلیف کی فکر رہنے لگے۔ وہ اپنے آپ کو اتنا اوپر اٹھائے کہ اپنی غلطیاں اس کو اس طرح دکھائی دینے لگیں جس طرح کسی کو اپنے دشمن کی غلطیاں دکھائی دیتی ہیں۔ وہ اپنے آپ کو نفسیاتی گرہوں سے اتنا آزاد کرلے کہ اختلاف اور شکایت کے باوجود دوسرے کیلئے اس کے دل سے دعائیں نکلنے لگیں۔ حق کا اعتراف نہ کرنا اس کو ایسا معلوم ہو گویا کہ وہ اپنے آپ کو قتل کر رہا ہے۔ دوسرے کا آشیانہ اجاڑنا اس کو ایسا لگے جیسے وہ خود اپنے آشیانہ میں آگ لگا رہا ہے۔ یہی خدا پرستی کی زندگی ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جن کو خدا اپنی جنتوں میں جگہ دے گا۔

جو لوگ اللہ کے سچے بندے بن جائیں، ان کے لئے اللہ کا وعدہ ہے کہ دنیا میں انھیں غالب کرے گا۔ یہ غلبہ ان کی خدا پرستی کا اصل انعام نہیں بلکہ اصل انعام کی ایک ابتدائی علامت ہے۔ خدا پرستوں کیلئے اللہ نے جو انعام مقرر کر رکھا ہے وہ یہ ہے کہ قیامت کے بعد آنے والی دنیا میں وہ ان کو غلبہ و سربلندی عطا کرے، ان کو ہر قسم کے خوف اور حزن سے پاک کرکے ابدی جنتیں اور نعمتیں دائمی طور پر ان کی وراثت میں دیدے۔ اسی کا نام جنت والی زندگی ہے جو آخرت میں مومنین صالحین کو حاصل ہوگی۔ مگر جب اہل ایمان کا کوئی قابل لحاظ گروہ بن جاتا ہے تو اللہ اس دنیا میں بھی ان کو علامتی طور پر غالب کر دیتا ہے۔ ان کے مقابلہ میں سرکش اور غافل انسانوں کو مغلوب کرکے دکھایا جاتا ہے کہ آخرت کی ابدی دنیا میں کون عزت اور برتری کے مقام پر ہوگا اور کون ذلت اور پستی کے گڑھے میں ڈال دیا جائے گا

باب القرآن

(ح۔ ث۔ ر)

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ (بقرہ ع ۲۱)

(اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو اللہ نے اتارا ہے اس کی پیروی کرو تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو اس راہ پر چلیں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ تو کیا ان ہی کے پیچھے چلیں گے اگرچہ ان کے باپ دادا ایسے ہوں کہ نہ سمجھتے ہوں اور نہ سیدھی راہ پر ہوں)

(اس سے پہلی آیت میں خطوات الشیطان (شیطان کے نقش قدم) پر چلنے کی ممانعت کی گئی تھی۔ اس آیت میں دین سے جاہل اور گمراہ باپ دادا کے طور طریق کی اتباع سے منع کیا گیا ہے۔ گویا ایسے ماں باپ کی پیروی بھی اتباع خطوات الشیطان میں داخل ہے۔ ابن عباس نے کہا یہ آیت یہود کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ حضور نے ان کو اسلام کی طرف بلایا۔ تو انہوں نے کہا ہم تو باپ دادا کی راہ پر رہیں گے مفسر قرآن ابو مسعود دمشقی نے کہا کہ یہ آیت مشرکین کے بارے میں ہے ان کو حکم ہوا تھا کہ جو کچھ اللہ نے اتارا ہے اس کی پیروی کریں۔ انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ تقلید کی طرف جھکے (انتہی) ان دو اقوال سے معلوم ہوا کہ تقلید کی ابتداء یہود یا اہل شرک سے ہوئی۔ بہرحال اس آیت میں مقلدین کی جہالت کا اعلان ہے۔ دوسری آیت میں ہے۔ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا (یعنی جب ان کو وحی جلی اور وحی خفی کی طرف بلایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اسی کو حلال و حرام سمجھیں گے جس پر ہم نے اپنے آباء و اجداد کو پایا ہے جو اللہ اور رسول کہتے ہیں اس کی پیروی ہم سے نہ ہوگی۔ یہی مقولہ ہے مقلدین مذاہب کا کہ ہمارے ائمہ اور علماء نے فقہ کی کتابوں میں اپنی رائے و قیاس سے جو مسائل بیان کئے ہیں ہم ان ہی کو مانیں گے جو قرآن و حدیث میں آیا ہے ہم اس پر ہرگز نہ چلیں گے۔

فتح البیان میں لکھا ہے کہ یہ آیت تقلید کی مذمت اور تقلید کی ممانعت میں قوی دلیل ہے۔ پھر امام رازی کی ایک عمدہ تقریر رد تقلید کے بارے میں نقل کی ہے۔ امام رازی نے کہا کہ یہ آیت دلیل ہے کہ مسئلہ بیان کرنے میں غور و فکر اور استدلال ضروری ہے (جو بات دل میں آئے یا کوئی غیب کہے اس پر اعتماد نہ کرنا چاہئے۔ (انتہی مع اختصار)

بیضاوی نے لکھا ہے کہ یہ آیت دلیل ہے منع تقلید پر اس شخص کے لئے جو نظر و اجتہاد پر قادر ہو (انتہی) لیکن ہندوستان میں مقلدین نے اجتہاد کا دروازہ بند کر دیا ہے تو گویا ان ائمہ مجتہدین کے بعد دیا وہ اہل ہے اس کو تسلیم کرنا اور اس پر عمل کرنا ہر عالم و عامی پر واجب کیا جاتا ہے۔ صاحب بیضاوی کا یہ قول درست نہیں ہے اہل اسلام خواہ عالم ہوں یا جاہل کسی کو نہ اصول میں اور نہ فروع میں تقلید کرنا درست نہیں ہے اگر عالم میں قرآن و حدیث سے مسائل استنباط کرنے کی اہلیت ہے ۔ (ق، ث، ر)

باب الحدیث

(ح۔ ث۔ ر)

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی حدیث میری جانب سے بیان کرتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹی حدیث ہے تو وہ جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے (مسلم) جھوٹا اللہ کے نزدیک ملعون ہے۔

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین میں سمجھ عطا فرماتا ہے۔ آپ نے مزید فرمایا۔ انما انا قاسم واللہ یعطی (میں علوم کو تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ دینے والا ہے۔ (بخاری مسلم)

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الناس معادن کمعادن الذهب والفضة (انسانوں کی مثال سونے اور چاندی کی کانوں کی طرح ہے) یعنی سونے اور چاندی کی کان سے انسانوں کو بیش بہا فوائد حاصل ہوتے ہیں اسی طرح ہر انسان کو چاہئے کہ وہ زیادہ سے زیادہ دوسروں کو فائدہ پہنچائے اور اپنی جسمانی مالی اور روحانی صلاحیتوں کو بے دریغ دوسروں پر خرچ کرے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے خیر الناس من ینفع الناس (بہتر انسان وہ ہے جو سب سے زیادہ لوگوں کو فائدہ پہنچائے) آپ نے مزید فرمایا خیارهم في الجاهلية خيارهم في الإسلام إذا فقهوا (مسلم) یعنی جو شخص اسلام لانے سے پہلے اپنی قوم میں بہتر تھا وہ اسلام لانے کے بعد بہتر سمجھا جائے گا جب کہ دین کی سمجھ حاصل کرے۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا حسد إلا في اثنتين "دو آدمی قابل رشک ہیں ایک وہ آدمی جس کو اللہ نے مال دیا اور وہ اس کو جائز مصرف میں خرچ کرتا ہے دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے علم و حکمت اور دانائی عطا کی۔ وہ اس کے ذریعہ لوگوں کے فیصلے چکاتا ہے اور علم سکھاتا ہے رجل آتاه الله مالا فسلطه على هلكته في الحق ورجل آتاه الله الحكمة فهو يقضي بها ويعلمها (بخاری مسلم)

---

۲ جمعہ پڑھتے تھے اور ان پر کوئی نکیر نہ کی جاتی تھی وعن النبي صلى الله عليه وسلم أنه حين ركب من بني عمرو بن عوف في هجرته إلى المدينة مر على بني سالم وهي قرية بين قباء والمدينة فأدركته الجمعة فصلى بهم الجمعة وكانت أول جمعة صلاها حين قدم (رواه البیہقی) (یعنی ہجرت کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی سالم کی بستی میں جمعہ کی نماز ادا فرمائی۔ نیز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے سعد بن زرارہ مدینہ میں جمعہ کی نماز پڑھتے اور پڑھاتے تھے۔ اس وقت مدینہ کی متفرق آبادیاں تھیں جنہیں شہر نہیں کہہ سکتے۔ حاصل نہ تھی (المحلی لابن حزم۔ مولانا قاسم نانوتوی اور کچھ علماء احناف گاؤں، دیہات میں قیام جمعہ کے قائل رہے ہیں۔ شاہ ولی اللہ محدث نے الجمعة واجبة على كل قرية کی روایت کو بھی ذکر فرمایا ہے (حجۃ اللہ) دلائل مذکورہ کی روشنی میں گاؤں، دیہات شہر وغیرہ ہر جگہ جمعہ و عیدین واجب ہے۔ هذا ما عندي والله اعلم۔ (ابو الکلام احمد)

استفتاء اور جواب

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل کی بابت کہ:

ایک شہر کے اطراف میں تقریباً آٹھ دس میل کے فاصلہ سے چند دیہات (قصبات) ہیں جہاں دیہاتی مسلمانوں کی آبادی پچاس ساٹھ کی تعداد میں ہے۔ یہ بیچارے عید الفطر اور عید الاضحی کے وقت عید کی نماز پڑھانے کے لئے شہر میں سے اماموں کو بلا لیتے ہیں۔ یہ برسوں سے دستور چلا آرہا ہے لیکن امسال عید الاضحی کی نماز کے چند ایام بعد ایک مولوی صاحب نے فقہ کا مسئلہ بیان فرما دیا کہ جہاں نماز جمعہ نہ ہوتی ہو وہاں عید کی نماز نہیں ہوتی۔ آپ دیہات کے لوگوں سے بہت زیادہ واقف ہیں اس لئے اس کا شرعی خلاصہ جواب دیں۔

الجواب وهو الموفق للصواب:

جمعہ کا پڑھنا ہر جگہ فرض ہے خواہ شہر، قصبہ ہو یا دیہات چنانچہ ارشاد باری ہے۔ يا أيها الذين آمنوا إذا نودي للصلاة من يوم الجمعة فاسعوا إلى ذكر الله۔ آیت میں خطاب عام ہے۔ حدیث شریف میں ہے الجمعة واجب على كل مسلم (ابو داؤد، ترمذی) ترجمہ۔ جمعہ ہر بالغ پر فرض ہے۔ آیت کریمہ کے عموم کو حنفیہ کے نزدیک کسی صحیح حدیث سے خاص کرنا جائز نہیں چہ جائیکہ کسی صحابی کا قول ہو۔ وعن ابن عباس قال أول جمعة جمعت بعد جمعة في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم في مسجد عبد القيس بجواثى من البحرين (بخاری) وفي رواية قرية من قرى البحرين۔ (ابو داؤد) ترجمہ۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی کے علاوہ پہلا جمعہ جواثی میں قائم ہوا۔ جو بحرین کا ایک گاؤں ہے۔ علامہ جوہری زمخشری، ابن اثیر نے لکھا ہے کہ جواثی بحرین کا قلعہ ہے حافظ فرماتے ہیں هذا لا ينافي كونها قرية (فتح الباری) یعنی جواثی میں قلعہ کا ہونا اس کے قریہ ہونے کے منافی نہیں ہے ابو الحسن لخمی کہتے ہیں کہ جواثی ایک شہر ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں جواثی پہلے قریہ تھا پھر مرور زمانہ کے ساتھ ترقی کر کے شہر ہوا۔ نیز حدیث میں اس کے گاؤں ہونے کے سلسلہ میں تصریح ہے پس لخمی وغیرہ کا قول حجت نہ ہوگا (فتح الباری) وعن عمر انه كتب إلى أهل البحرين ان جمعوا حيث ما كنتم۔ ترجمہ۔ حضرت عمر رضی نے اہل بحرین کو لکھا کہ جمعہ پڑھو جہاں کہیں بھی ہو (اخرجه ابن ابی شیبة وابن خزيمة) وعن وليد بن مسلم قال سألت الليث ابن سعد فقال كل مدينة أو قرية فيها جماعة أمروا بالجمعة فإن أهل مصر وسواحلها كانوا يجمعون الجمعة على عهد عمر وعثمان بأمرهما وفيها رجال من الصحابة۔ رواه البيهقي یعنی لیث بن سعد نے فرمایا کہ ہر شہر اور گاؤں کے لوگوں کو بشرط جماعت جمعہ پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اور مصر اور اس کے اطراف و جوانب کے لوگ عمر فاروق و عثمان رضی اللہ عنہما کے دور میں ان کے حکم سے جمعہ پڑھتے تھے۔ عن ابن عمر انه كان يرى أهل المياه بين مكة والمدينة يجمعون فلا يعيب عليهم۔ اخرجه عبد الرزاق (یعنی مکہ و مدینہ کے درمیان کی آبادیوں کے لوگ (باقی کالم ۲ میں پہلے دیکھئے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پندرہ روزہ **ترجمان** دہلی

جلد ۲۶ | جمعہ یکم جون ۱۹۷۹ء ۵ رجب ۱۳۹۹ھ | شمارہ ۱۱

[illegible]

مسلم یونی ورسٹی علیگڈھ اور روداد جبر

سر سید احمد خاں نے ۲۴ مئی ۱۸۷۵ء کو ایک ادارہ علی گڈھ میں "مدرسۃ العلوم" کے نام سے قائم کیا۔ انھوں نے اپنے ریٹائرمنٹ سے کوئی ایک سال قبل یہ اقدام کیا۔ جولائی سنہ ۱۸۷۶ء میں ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ ۸ جنوری سنہ ۱۸۷۷ء کو محمڈن اینگلو اورینٹل کالج کا سنگ بنیاد رکھا۔ جس میں یکم فروری سنہ ۱۸۷۸ء سے کلاسز شروع ہوئے۔ سر زمین علی گڈھ میں سر سید کا یہ حسین افتتاح تھا۔ جو ان کی انتھک کوششوں سے اعلیٰ درجہ کا امتیازی کالج بن گیا۔ ۲۷ مارچ سنہ ۱۸۹۸ء کو راہیٔ عالم بقا ہوئے۔ اور محمڈن اینگلو کالج کی شاندار جامع مسجد کے ایک گوشے میں مدفون ہوئے۔ سر سید مرحوم کے انتقال کے فوراً بعد کالج کو یونی ورسٹی بنانے کی کوششیں شروع ہو گئیں۔ چنانچہ دسمبر سنہ ۱۹۲۰ء میں ایک مرکزی قانون کے ذریعہ سے باضابطہ یونی ورسٹی بنا دیا گیا۔ جس کا پورا نام مسلم یونی ورسٹی علی گڈھ قرار پایا۔

قانون کا چکر تقریباً ایک صدی تک یہ ادارہ اپنے مختلف مراحل میں ترقی کی طرف رواں دواں رہا۔ یہاں تک کہ سنہ ۱۹۶۵ء آیا یونی ورسٹی کا عروج وار تقا ملک کے ایک اچھے طبقہ کی سر دردی کا باعث بن گیا جس کا ماحصل یہ تھا کہ مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کو مسلمانوں کے تسلط سے نکالا جائے اور اس طرح مسلمانان ہند کو تعلیمی طور پر قلاش کر دیا جائے۔ اس سلسلہ میں جتنی باتیں بھی کہی گئیں کچھ تو خود ساختہ تھیں جو قانون سے منسوب کی گئیں، اور کچھ باتیں ایسی تھیں جو جبر و تحکم سے متعلق تھیں۔ سب سے پہلے یہ کہا گیا کہ سنہ ۱۹۲۰ء کا ایکٹ صرف ضابطہ کی کارروائی کے طور پر نہیں تھا۔ بلکہ اس کا مقصد یہ تھا کہ یہ یونیورسٹی قانون کے تحت قائم کی جا رہی ہے۔ اس لئے مذکورہ یونیورسٹی آئین کی دفعہ ۳۰ کے تحت نہیں آتی جس میں اقلیتوں کے بنیادی حقوق کے تحت انہیں اپنے تعلیمی و غیر تعلیمی اداروں کے چلانے کا حق دیا گیا ہے۔

قبل اس کے کہ اس دلیل کا جائزہ لیا جائے دفعہ ۳۰ کا ذکر ضروری ہے۔ آئین ہند کی دفعہ ۳۰ میں ہے کہ "تمام اقلیتیں چاہے وہ مذہبی ہوں یا لسانی اپنی پسند کے مطابق اپنے تعلیمی ادارے قائم کرنے اور انہیں چلانے کا استحقاق رکھتی ہیں۔" تعلیمی اداروں میں یونیورسٹی بھی داخل ہے جیسا کہ سپریم کورٹ نے اسے تسلیم کیا ہے۔ مسلم یونیورسٹی علی گڈھ یا اور کوئی یونیورسٹی ہو۔ ظاہر ہے کہ اس کی ایک قانونی حیثیت بھی ہوگی۔ جس کی بنا پر یونیورسٹی سرکار کی تسلیم شدہ ڈگریاں دے سکے۔ اس لحاظ سے مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کا قانون کے تحت قائم ہونا اس بات کی دلیل نہیں تھا کہ وہ مسلمانوں کا قائم کردہ ادارہ نہیں ہے۔ چنانچہ مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کو غیر اقلیتی یونیورسٹی قرار دینے کے لئے یہ دلیل کافی نہیں تھی اس لئے سپریم کورٹ نے تو اخوامخواہ کے خلک کا سہارا لیا۔ اور کہا۔ ہو سکتا ہے کہ سنہ ۱۹۲۰ء کا ایکٹ مسلم اقلیت کی کوششوں سے پاس ہوا ہو۔ سپریم کورٹ کی یہ رولنگ عزیز باشا کے کیس میں دی گئی۔ اس رولنگ پر ہندوستان کے ماہرین آئین مسٹر ایچ ایم سیروائی نے درج ذیل تبصرہ کیا ہے "یہ پہلا موقع ہے کہ سپریم کورٹ نے اس حد سے انحراف کیا ہے جس سے اس نے اقلیتوں کے کلچرل اور تعلیمی حقوق سے متعلق کیسوں کا فیصلہ کیا ہے۔ موجودہ کیس میں محدود ٹکنیکل بنیادوں پر روشنی پڑتی ہے۔ یہ کہا گیا ہے کہ ایک اقلیت جس نے مسلم یونیورسٹی قائم کرنے کی کوشش کی اور اس میں کامیاب ہوئی۔ جس کیلئے کافی جائداد اور روپیہ دیا۔ اس نے یہ یونیورسٹی قائم نہیں کی ہے۔ اور ایکٹ ۱۹۲۰ء کی متعلقہ دفعہ کے تحت یونیورسٹی کے انتظام و انصرام کے اعلیٰ اختیارات بلا شرکت غیرے مسلمانوں کو حاصل نہیں ہوئے۔ سپریم کورٹ کے اس فیصلہ کا نتیجہ یہ ہے کہ حکومت چاہے تو مسلم یونیورسٹی کو غیر مسلم طلبہ کی یونیورسٹی یا ہندو یونیورسٹی میں تبدیل کر سکتی ہے، میں یہ کہتا ہوں کہ یہ فیصلہ واضح طور پر غلط اور ضرر انگیز کا باعث ہوگا۔ اس لئے اسے کالعدم قرار دیا جانا چاہیے۔"

ایکٹ ۱۹۲۰ء کے تحت میں یونیورسٹی کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ ۱۸۷۷ء سے محمڈن اینگلو اورینٹل کالج کے طور پر شروع کیا گیا۔ اسے ہندوستان کے مسلمانوں نے قائم کیا۔ جسے ۱۹۲۰ء کے ایکٹ نے اپنے دائرہ عمل میں لے لیا گویا کالج کا قیام مسلمانوں کے ہاتھوں ہوا۔ مگر یونیورسٹی کا قیام ایکٹ ۱۹۲۰ء کے باقاعدہ قانون کے تحت ہوا۔ ادارے مسلمانوں نے قائم نہیں کیا۔

مسلم یونیورسٹی سے متعلق اقلیتی کمیشن کی رپورٹ میں اس یونیورسٹی کی تعریف یوں کی گئی ہے "یونیورسٹی سے مراد ہے ہندوستانی مسلمانوں کی پسند کا وہ ادارہ جسے انہوں نے قائم کیا اور جسے اس ایکٹ کے تحت ۱۹۲۰ء میں علی گڈھ یونیورسٹی کا نام دیا گیا۔"

دوسری بات جو اس سلسلہ میں کہی جاتی ہے یہ ہے کہ جس دور میں اس یونیورسٹی کا قیام زیر عمل آیا ٹھیک اسی وقت بنارس میں ہندو یونیورسٹی کا قیام زیر عمل آرہا تھا۔ ان دونوں یونیورسٹیوں میں دوستانہ رقابت بھی تھی۔ آغا خان نے ہندو یونیورسٹی کو بھاری رقم دی۔ اس کے جواب میں مہاراجہ دربھنگہ نے مسلم یونیورسٹی کو کافی رقم دی۔ جبکہ مہاراجہ دربھنگہ ہندو یونیورسٹی کے صدر تھے۔ یہ سب کچھ اس وقت کی ہندو مسلم یکجہتی کے تحت ہوا تھا کیا کسی مسجد کی تعمیر میں کوئی غیر مسلم تعاون کرے تو اس سے وہ مسجد غیر اقلیتی ہو جائے گی؟

اسی طرح یہ کہنا کہ حکومت مذکورہ یونیورسٹی کے لئے قانون بناتی ہے یا مالی امداد دیتی ہے جس کی بنا پر اسے اقلیتی ادارہ نہیں کہا جا سکتا، بھی غلط ہے کیونکہ سپریم کورٹ کی تسلیم کردہ باتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اقلیتوں سے ان کے اداروں کی منظوری اور الحاق کے عوض ان سے وہ قیمت وصول کرنا ممکن نہیں جس سے آئین کی دفعہ ۳۰ کے تحت دیئے گئے ان کے بنیادی حقوق محدود یا ختم کر دیئے جائیں۔ اسی طرح حکومت یا پارلیمنٹ کا یونیورسٹی کے بارے میں قانون بنانے کا مجاز ہونا اس کے منافی نہیں ہے کہ اس یونیورسٹی کا انتظام اقلیت کے ہاتھ میں ہو جیسا کہ اقلیتی کمیشن نے اس کی وضاحت کی ہے۔ خود مسلم یونیورسٹی کی تاریخ گواہ ہے کہ سنہ ۱۹۶۵ء تک مسلم اقلیت کو یہ حق حاصل تھا اور بلا شرکت غیرے اس پر وہ انتظام و انصرام کے ذمہ دار تھے۔ کمیشن مزید تحریر کرتا ہے کہ حکومت یہ تو تسلیم کرتی ہے کہ یونیورسٹی کو قائم کرنے میں [illegible] سے وسائل اسے وجود میں لائے۔ دیکھ کر انہوں نے اس کی بنیاد رکھی، حاصل کی۔ لیکن قانون کا یہ چکر چلا کر مسلم یونیورسٹی کی امتیازی حیثیت کو فنا کے گرداب میں جھونک دیا گیا۔

اقلیتی کردار اردو کی نظر میں

مسلم یونیورسٹی کے اقلیتی کردار کی بحالی کا مطالبہ صرف مسلمانوں ہی نے نہیں کیا بلکہ بہت سے منصف مزاج لوگ اس سلسلہ میں مسلمانوں کے ہم نوا رہے۔ مسٹر ہنمنتھیا جو پارلیمنٹ میں کانگریس (آئی) پارٹی کے لیڈر ہیں، انھوں نے کہا کہ "مسلم یونیورسٹی نام دیا اور اقلیتی کردار بحال نہ کرنا انصاف ہے۔" سر شری بابت دالانے جب اردو کمیٹی رپورٹ کی بحالی کا بل پارلیمنٹ میں پیش کیا تو اسے سی جا رج، ڈاکٹر کرن سنگھ، کملا ہوگنا، پنجاب سنگھ، ارتن سنگھ، جمیلہ بیگم، سشن تیواری، پی کے کوڑین، اے ادہوک راج وغیرہ نے کھلم کھلا اس کی حمایت کی۔ سابق مرکزی وزیر قانون ڈی اے محمد، جنتا پارٹی یوپی کے صدر مسٹر عباس علی، ایم پی، ضیاء الدین کیفا وغیرہ نے شدت کے ساتھ اقلیتی کردار کی بحالی کا مطالبہ کیا۔ خود جنتا پارٹی کے صدر نے جنتا پارٹی نے سنہ ۱۹۷۷ء کے الیکشن سے مسلمانوں سے وعدہ کیا کہ برسر اقتدار آنے کے ساتھ وہ یونیورسٹی کا اقلیتی کردار بحال کر دیں گی یہ سب اس بات کی دلیل ہے کہ اقلیتی کردار کی بحالی کا مطالبہ مسلمانوں اور طلبائے علی گڈھ کی جانب سے ان کے جائز حق کی مانگ تھی لیکن ارباب اقتدار نے یہ کیا کہ جہاں اپنے حق کی بھیک مانگنا بھی جرم ہے۔

دادری کا سانحہ

یہ واقعہ سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت ہوا۔ ۹ اپریل ۱۹۷۹ء کو دو پارٹیوں پر مشتمل کی ٹیم علی گڈھ کے ایک بدنام ہندو کالج میں ہوئی۔ جس میں علی گڈھ کو غارت کر دینے کا پلان شامل تھا۔ اس کے ساتھ مشتعل بھی موجود تھا۔ اور پلان کے مطابق یہ طے پایا کہ طلبائے علی گڈھ کے ساتھ وہ سب کرو جیسے دادری انسانیت سوز اور بزدلانہ حرکت ہونے کے ساتھ مسلمانان ہند کے لئے ایک عظیم کارنامہ بن چکا ہے۔ طلباء مسلم یونیورسٹی پر ڈیلیوں، لوہے کی سلاخوں

مارشل، رنجیت وغیرہ کے ساتھ حملہ کیا گیا اور ان کو بری طرح زدوکوب کیا گیا۔ زخمی طلبہ میں تقریباً ڈیڑھ سو اروان ہاسپٹل میں اور ۵۰ طلبہ کے قریب میڈیکل کالج ہاسپٹل میں داخل ہوئے۔ مشہود گواہوں کا بیان ہے کہ پولیس فورس آنے کے باوجود بلوائی اپنے کام میں مصروف تھے۔ اور پولیس کھڑی تماشائی بنی رہی۔ قریب سے باوجود انہیں گرفتار کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔

مسلمانان ہند کے بیس سالہ دور آزادی میں یہ اتنا عجیب واقعہ ہے جیسے مسلمان قرار نہیں کر سکتے۔ اسی طرح کا واقعہ کوئی چار سال قبل امیر سے زیادہ مسلمانوں کے ساتھ ریل میں پیش آیا تھا۔

دادری کے حادثہ کے متعلق سے یو۔پی کے وزیراعلیٰ چرن سنگھ کا بیان ہے جو ضرورت سے زیادہ مبالغہ ہے۔ ان کو اس کے سوا اور کیا نام دیا جا سکتا ہے۔ ان بیانات سے جانب داری اور تعصب کی بو آتی ہے۔ جمہوری اور سیکولر اسٹیٹ کے سربراہ سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔ مرکزی وزیر داخلہ نے بھی جس طرح کے بیانات بلا کسی تحقیق کے دیئے ہیں وہ سب مسلمانوں کے مستقبل اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے لئے۔ پاور سند۔۔ کا مقدمہ ہیں۔ ۔۔۔

اپیل علیگڑھ ہند

دادری کے قریب علی گڑھ مسلم یونیورسٹی طلبہ پر بربریت سے بھرپور زدوکوب کے بعد علی گڑھ شہر میں فسطائیت نوازوں کی جانب سے جو پمفلٹ تقسیم کیا گیا درج ذیل ہے۔ یہ پمفلٹ علی گڑھ کے شرپسندوں کی گندی ذہنیت کا آئینہ دار ہے۔

اس پمفلٹ کا یہ منظر ہے کہ مسلم یونیورسٹی مردم خیز یونیورسٹی ہے۔ جہاں سے اعلیٰ قابلیت کے مسلمان پیدا کرتی رہی ہے اس لئے اس کو ہمیشہ کے لئے بند کر دینا چاہئے۔ ... ... (مترجم)

ہندوستان میں کچھ سر پھرے ہیں جن کو قدرت نے معلوم کس مصلحت سے اس مقام پر مبتلا کر دیا ہے کہ اکثریت تیزی سے تحمل بوری اور اقلیت ابھر رہی ہے۔ ان ادنیٰ لوگوں کو اکثریت کے منتشر ہونے کا بالکل ادراک کا احساس نہیں۔ اور وہ اس بات کا احساس ہے کہ ہندوستان میں رام راج نہیں بلکہ جمہوری اور سیکولر اسٹیٹ ہی قائم ہو سکتی ہے۔ اقلیت کے خلاف حرکات ملک کی تباہی کا پیش خیمہ بن سکتی ہیں

فرقہ پرستوں کی توڑ پھوڑ، لوٹ مار اور قتل و غارت گری پر جو لوگ خوش ہوتے ہیں۔ وہ کان کھول کر سن لیں کہ دوسرے کے کندھوں پر بندوق رکھ کر چلانے والوں کو قوم کا رکھ والا۔ پوری قوم کو خلاصہ اور نچوڑ جانتا اور ان کو دیکھ کر فخر محسوس کرنا، اور مسند تاریخ کر آنکھیں جلا کر چلنا یہ ذہن پورے ملک کی بربادی کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اس ذہنیت کے سور ماؤں کی قوم تیاگیا پار لائیں بیچ دھار میں ڈبو دیں گے۔

دادری کے پاس ٹرینڈ گروہ نے طلبہ پر حملہ کیا، طلبہ نے مروّت واراس برداشت اور صبر کا حملہ کو جھیلا۔ اگر معاملہ برعکس ہوتا تو نوعیت دوسری ہوتی۔ اگر طلبا میں سے ایک بھی ہٹ ضرب حیدری اور کھائیوں کے ہاتھ جاننے والا میدان میں آ جاتا تو حملہ آوروں کی لاٹھیاں طلباء کے ہاتھ میں ہوتیں اور حملہ آور ایک میل پرے بھاگتے ہوئے دکھائی دیتے۔ اب آپ پمفلٹ کا مضمون پڑھئے۔ لکھتے ہیں۔۔ (ادارہ)

دوستو! فرقہ پرستی اور قوم دشمنی کے اڈہ مسلم یونیورسٹی کے مسلم طلباء اور اساتذہ نے ۲۰ مئی سنہ ۶۹ء کو ہندوؤں کے ساتھ آتش زنی، قتل اور لوٹ مار کی جو فرقہ وارانہ واردات کی ہیں اس سے سارے شہر علی گڑھ کا ماحول مشتعل ہو گیا ہے۔ یہ وہی یونیورسٹی ہے جس نے محمد علی جناح، لیاقت علی خاں، جمہوریت ایوب خاں اور شیخ عبداللہ جیسے ملک دشمن پیدا کئے۔ اور اب بھی مسلم استادوں اور طلباء میں وطن دشمنی کا جذبہ بھرکر تقسیم شدہ ہندوستان کے دوبارہ ٹکڑے کرنے کا منصوبہ کر رہی ہے۔ لہٰذا مسلم یونیورسٹی میں ہندو طلباء اور اساتذہ کی حفاظت کا لئے۔ بلوائیوں کو گرفتار کرانے اور شہر کے تمام کالجوں کو مسلم یونیورسٹی سے ملحق کرانے کے لئے علی گڑھ کا تمام ہندو طبقہ ۲۰ مئی سنہ ۶۹ء کو مکمل علی گڑھ بند کرنے کا اعلان کرتا ہے آپ سے گزارش ہے کہ آپ اپنی دکانیں کاروبار اور دوسرے ادارے بند رکھنے کی زحمت کریں۔

(اپیل کنندگان) بھارتیہ لوک دل، کسان سبھا، جن سنگھ، وشو ہندو پریشد، جنتا یووا مورچہ، وشو ہندو مہا سبھا، گرامین بھارتیہ پریشد، گرامین بھارتیہ سنگٹھن، اکھنڈ بھارتیہ جنتا مورچہ، ہندو مہا سبھا، بھارتیہ سنگھ (سب ہی کا نپی)

ایک ضروری تردید

ماہنامہ دارالسلام، دہلی شمارہ فروری سنہ ۶۹ء میں مجلس ادارت میں ہم دونوں کے نام ہماری اجازت کے بغیر شائع کر دیئے گئے ہیں نیز اسی شمارہ میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند اور اس کے ناظم مولوی عبدالوہاب صاحب اور جماعت اہل حدیث کے قدیم دینی مرکز مدرسہ ریاض العلوم دہلی اور اس کی مسجد کے متعلق ناگوار اور حقیقت کے خلاف بیان شائع کیا گیا ہے۔ جس سے ہمارے متعلق غلط فہمی پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے ہم اس سے اپنی براءت کا اظہار ضروری سمجھتے ہیں۔

۱۔ (ڈاکٹر) سید عبدالحفیظ سلفی
(صدر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند)

۲۔ (مولانا) مختار احمد ندوی
(خطیب مومن پورہ بمبئی)

کوشش کئے جاؤ

مقابل میں خم ٹھوک کر آؤ ہاں ۔۔۔ پچھڑنے سے ڈرتے نہیں پہلواں
کرو تم پاس صبر کا امتحاں ۔۔۔ نہ جائے گی محنت کبھی رائگاں
کئے جاؤ کوشش مرے دوستو

زیاں میں بھی فائدہ ہے کچھ نہ کچھ ۔۔۔ ملیں گی رہے حاصل کچھ نہ کچھ
ہر ایک درد کی ہے دوا کچھ نہ کچھ ۔۔۔ کبھی تو لگے گا پتہ کچھ نہ کچھ
کئے جاؤ کوشش مرے دوستو

تردد کو آنے نہ دو اپنے پاس ۔۔۔ ہے بیہودہ خوف اور بیجا ہراس
رکھو دل کو مضبوط قائم حواس ۔۔۔ کبھی کامیابی کی چھوڑو نہ آس
کئے جاؤ کوشش مرے دوستو

کرو شوق و ہمت کے جھنڈے بلند ۔۔۔ کداؤ اولو العزمیوں کے سمند
اگر صبر سے تم ہو گے کرند ۔۔۔ تو کہلاؤ گے ایک دن فتحمند
کئے جاؤ کوشش مرے دوستو

(مولوی اسمٰعیل میرٹھی مرحوم)

آہ! حضرت العلامہ مولانا عبدالغفور صاحب بسکوہری

رنج و غم اور حسرت و یاس میں ڈوب کر یہ الم انگیز خبر دی جا رہی ہے کہ عربی ادب کے آفتاب، علوم نقلیہ و عقلیہ کے فاضل والد محترم مولانا عبدالغفور صاحب بسکوہری پانچ ماہ کی علالت کے بعد بعمر ۹۵/۹ سال ۱۵ مئی سنہ ۱۹۶۹ء کو رحلت فرما گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے نصف صدی مرکزی شہروں اور اداروں میں درس و تبلیغ میں گزاری۔ مسلک حق کے داعی و رہنما، نہایت خلیق، وضع دار اور سادگی پسند تھے۔ ہندو پاک، بنگلہ دیش اور دوسرے ملکوں میں مرحوم کے تلامذہ پھیلے ہوئے ہیں۔ قارئین اور وابستگان سے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو بخشے اور جنت الفردوس عطا فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے آمین۔ نماز جنازہ غائبانہ پڑھنے کی درخواست ہے (ذاکر ندوی)

ترجمان اس خبر سے تعلیمی و علمی حلقوں میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند اور ہندوستان ترجمان کا عملہ جناب اکرام اللہ صاحب ذاکر ندوی کے صدمہ میں شریک ہے شیخ الشیوخ حضرت العلامہ بسکوہری کی وفات سے علمی حلقہ میں بڑی کمی محسوس کی جائے گی۔ اس وقت بہت سے جید علماء مرحوم سے فیض یافتہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت اور میزبانی فرمائے۔ آمین۔ ضرورت ہے کہ ذاکر صاحب یا کوئی اور اہل قلم مولانا موصوف کی حیات کے اہم حالات مختصر طور پر ضبط تحریر میں لائیں تاکہ تذکرہ علمائے اہل حدیث میں ان کو شامل کیا جا سکے۔

از۔ استاذ علی طنطاوی ترجمہ و تلخیص عبدالرؤف خاں ندوی

دمشق سے ایک آواز

روز بروز میرے احساسات تیز ہوتے جا رہے ہیں کہ ہماری ریڈیائی تقریریں، اخبارات و رسائل میں شائع ہونے والے مقالات سب رائیگاں گئے۔ ہم نے بہت کچھ کہا مگر اس کا فائدہ؟ یاد کر رہا ہوں کہ آج سے تقریباً پچاس سال پہلے ۱۹۲۹ء میں پہلا خطبہ دیا تھا اور اس وقت سے برابر آج تک تقریر و تحریر میں زبان و قلم رواں ہیں۔ میرے علاوہ دوسرے ہزاروں مقررین و اہل قلم پیش پیش رہے۔ افکار، تقریروں اور تحریروں میں پیش کرتے رہے۔ ان مقررین کا اظہار بیان ایسا ہے کہ منبر کے پائے لرز جائیں۔ مگر پھر سوال یہ ہے کہ ان سب کا نتیجہ کیا نکلا؟

جبکہ میری آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ ان پچاس سالوں میں اسلام کی رسی تار تار ہوتی رہی اور قصر اسلام کی اینٹ اینٹ بکھرتی رہی۔

ہم روز بروز مائل بہ زوال اور ہمارے دشمن مائل بہ ترقی ہیں۔ ہمارے اس شہر دمشق ہی میں آج سے پچاس سال قبل دین کے خلاف ایک آواز بھی نہیں تھی اور نہ کوئی قلم ایسا تھا جو اسلام کے خلاف لکھتا۔ ہمارے تمام مدارس اسلامی علوم کی تعلیم میں سرگرم تھے۔ اکثر اساتذہ صالح اور نیک تھے اور اکثر طلباء دین کے پابند تھے۔ ہمارے شہر میں ایک عورت بھی ایسی نہ تھی جو بے حجاب گھومتی پھرتی اور اپنے فسق و فجور کا اظہار کرتی۔ مساجد کا یہ حال یہ تھا کہ سب آباد تھیں اور کثرت کے ساتھ بھری رہتی تھیں بلکہ تقریباً معدوم تھے۔ میں پوچھتا ہوں یہ کیسی کایا پلٹ گئی اور اکثر مسلمان آبادیوں کا کیا حال ہو گیا؟

علمائے مدارس اگرچہ اور علم کہتے تھے مگر صرف دینی علوم کو اس اخلاص سے پڑھاتے کہ تمام لوگوں کا مرجع بن کر زندگی کی شاہراہ پر چلاتے۔ میں پوچھتا ہوں کہ علماء کا کیا حال ہے؟

پہلے عوام کا یہ حال تھا کہ حلال و حرام کی حدود میں رہتے ہر امر میں اللہ کا حکم دریافت کرتے اپنی اولاد کو خوف خداوندی کا درس دیتے اور شریعت پر چلنے کی تلقین کرتے۔ میں پوچھتا ہوں کہ آج عوام کا کیا حال ہے۔

کل اور آج کے ان مناظر کو دیکھ کر بجا طور سے دل میں احساسات ابھرتے ہیں کہ گذشتہ تقریریں اور مقالات سب بے سود ہی رہے۔ کوئی بات اس وقت کامیاب کہی جائے گی جب اس کے مطابق عمل ہو۔ صرف کلام و خطاب کوئی چیز نہیں۔ مثال کے طور پر مریض کی مثال سے سمجھو۔ طبیب کے پاس جاتے ہو وہ کچھ کہتا ہے لکھتا ہے اس کے کہنے یا لکھنے سے تمہیں فائدہ نہیں ہو جاتا بلکہ اس کے مطابق تم عمل کرتے ہو تب فائدہ ہوتا ہے۔ اگر طبیب کے کلام یا نسخہ پڑھ ہی پر اکتفا کرو اور اس کے مطابق عمل نہ کرو تو نہ مرض زائل ہوگا نہ شفا ہوگی۔

برادران اسلام! کیا سنو گے میں ایک دردناک حقیقت بیان کرنا چاہتا ہوں۔ یہ حقیقت ہے کہ ہم صرف کہتے ہیں اور اعدائے اسلام عمل کرتے ہیں۔ ہم خواب دیکھتے ہیں اور ہمارے دشمن بیدار ہیں۔ ہم تسبیح کے دانوں میں مشغول ہیں۔ ہم نے اسلام کی دعوت کو زبانی کی گردش اور جمعہ کے طول و عرض میں محدود کر دیا ہے اور ہمارے دشمنوں کا یہ حال ہے کہ وہ ہر شہر کے دینی، معاشی، سیاسی اور معاشرتی حالات کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد ہر شہر کے حالات کے عین مطابق اپنی خدا بیزار تحریک چلاتے ہیں اور نوخیز نسلوں کو دین اسلام سے دور کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

ہمارے دور میں اعدائے اسلام کا یہ حال ہے کہ دس بیس پچاس سال بعد کا منصوبہ آج ہی بنا لیتے ہیں اور ہماری کوتاہ نظری کا یہ حال ہے کہ صرف سامنے قریب کی چیز کو دیکھتے ہیں۔ ہم پیچھے ہی نہیں بلکہ آگے کیا ہوگا کچھ نہیں دیکھ سکتے ہیں۔ اور جب اچانک کوئی افتاد آن پڑتی ہے تو کانفرنس منعقد کر کے تجویزیں پاس کرتے ہیں اور تقریروں، تحریروں کی آتش بیانی اس وقت قابل دید ہوتی ہے لیکن اس کا کیا فائدہ؟ ہم ان آتشیں تحریروں سے بھی بس انگلیاں جلا سکتے ہیں کیونکہ دشمن تو کام کر کے بہت آگے ہماری زد سے دور نکل چکا ہے۔ نیز دشمن یہ سوچ کر بھی بے خوف ہے کہ ہم صرف کلام کے غازی ہیں، ہم صرف برجستہ تقریریں ہی کر سکتے ہیں۔

میں سوال کرتا ہوں اب ہم کیا کہیں گے۔ چند مشہور عنوانات پر کچھ کر کے ہمارے علماء فارغ ہو چکے ہیں ہم اپنی تقریروں میں اور عام طور پر کہ اصل کو نظر انداز کر دیتے ہیں ہم بیچینیوں کی حفاظت کو ہے ہمیں حالانکہ جو کام ہمارے سامنے ہے ہم اس مریض کا علاج کر رہے ہیں جس کو کانٹا چبھ گیا ہے مگر سرطان کا مریض جو دم توڑ رہا ہے اس کی طرف سے بے نیاز ہیں۔ ہم نے اپنی تحریرات کو مسائل حیات سے کاٹ کر رکھ دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نئی نسل ہماری تحریروں سے بے گانہ ہے کہ گویا موضوع ہی ایسا ہے کہ اس سے کیا فائدہ؟ وہ ہم سوچتے ہیں کہ ہم آخرت کو کہ کا غزوہ سیاسی پر ہم نے جیسے برباد کر دیا معاملہ صرف فروغ کا نہیں جیسا کہ ہماری کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے بلکہ آج معاملہ کفر و ایمان کا ہے۔ آج اسلام ان خوفناک حالات سے گزر رہا ہے کہ اس سے قبل ایسے حالات کبھی نہیں آئے تھے۔ پہلے کچھ افراد یا محدود جماعت کی طرف سے اسلام پر یلغار تھی مگر آج بڑی بڑی طاقتیں اور حکومتیں برسر پیکار ہیں۔ ان کے پاس دولت، اسلحہ اور وسائل کی بڑی قوتیں ہیں جو اسلام کی بیخ و بن سے اکھاڑنے کی کوشش، اسکیموں میں شب و روز مصروف رہتے ہیں۔ صرف اسی مقصد کیلئے ان کے پاس کروڑوں کا بجٹ ہے۔ اور لاکھوں افراد اس اسکیم کو عملی جامہ پہنانے میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کا ہدف عالم اسلام کا بڑے سے بڑا اور چھوٹا سے چھوٹا گوشہ ہے۔

دشمنان اسلام کالجوں اور یونیورسیٹیوں میں گھس کر اپنا کام کر رہے ہیں۔ عدالتوں میں بیٹھ کر اسلامی احکام کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ غرض ہر اونچی جگہ پر اسلام کو نشانہ بناتے اور اپنے اغراض حاصل کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ گھر کی چہار دیواری میں گھس کر اسلامی ہیئت اور اسلامی معاشرہ کو گھن کی طرح چاٹ رہے ہیں۔

میں پوچھتا ہوں کہ ہم نے ان اُمور کے مقابلہ کے لئے کیا کیا؟ چند معاملین لکھے جن میں تکرار ہی تکرار، بے تعمیر تقریریں کیں جو جاتے ہوئے لگتے تھے ثابت ہوئیں اور پھر ہم فارغ ہو کر خواب خرگوش میں مبتلا ہو گئے۔ یہ جیسے تو کچھ کہا ہے کیا کچھ حقیقت کی روشنی میں کہا ہے یا خواب و خیال کی باتیں ہیں قارئین فیصلہ کریں۔

(مجلہ رابطہ العالم الاسلامی)

جمعیت اہلحدیث بھالا کا تبلیغی اجتماع

جمعیۃ مذکورہ کا زیر اہتمام تبلیغی و اصلاحی اجتماع ۱۸ اپریل ۱۹۷۹ء کو بوقت شب موضع جنہانی ضلع دھنوشا (نیپال) میں منعقد ہوا۔ اس موقع پر بستی والوں کی طرف سے جلسہ کا نظم بھی کیا گیا تھا۔ جلسہ کی کارروائی بعد نماز مغرب تلاوت کلام پاک اور حمد و نعت سے شروع ہوئی۔ درج ذیل علماء کرام نے مختلف عنوان پر اپنی اپنی تقریروں سے سامعین کو محظوظ فرمایا ماسٹر فضل الرحمن صاحب بھٹلوی، مولوی خلیل الرحمن صاحب اصلاحی، مولوی شیر فضل صاحب فیضی، مولوی عبدالقیوم صاحب سلفی، مولوی محمد سلیم صاحب مومنیا، مولوی مظہر حسن رحمانی مولوی عبدالباقی صاحب اصلاحی۔

آس پاس کی بستیوں سے کافی تعداد میں لوگ تشریف لائے تھے جن میں مستورات بھی شامل تھیں۔ غیر مسلموں کی تعداد کی کثرت سے نظر آتی۔ یہ سلسلہ تقریباً ساڑھے گیارہ بجے شب تک چلتا رہا۔ آخر میں صدر جمعیت جناب مولانا عین الحق سلفی استاذ دار العلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ کی مختصر ناصحانہ تقریر اور دعا کے بعد جلسہ کا اختتام ہوا۔

۱۹ اپریل ۱۹۷۹ء بعد نماز جمعہ جمعیت کے ارکان و ممبران کی نشست ہوئی جس میں علاقے کے دینی مدارس، مکاتب و مساجد کا جائزہ لیتے ہوئے ان کے نظم و نسق پر غور کیا گیا اور حضرات کو بہتر مشورہ دیا گیا۔ اجتماع میں باہر سے شرکت کرنے والوں کے قیام و طعام کا اچھا نظم بابو محمد عثمانی صاحب اور ان کے خاندان والوں کی طرف سے کیا گیا تھا۔ رب العزت ان حضرات کو نیک کاموں کی مزید توفیق عنایت کرے۔ آمین

جمعیت کا مجوزہ دوسرا اجتماع تین ماہ بعد ان شاء اللہ موضع بیدہا ضلع دھنوشا (نیپال) میں ہوگا۔

(محمد عبدالمنان سلفی سکریٹری جمعیت مذکورہ)

ادارۂ تبلیغ کا ایک اہم اقدام

حضرات آج سے ایک سال قبل یہ ادارہ محض خالص لوجہ اللہ تبلیغ دین و اصلاح معاشرہ کی غرض سے قائم کیا گیا ہے تاکہ بلا امتیاز مذہب و ملت ہر قوم میں حق کی آواز پہنچائی جا سکے۔ دار المطالعہ، یتیم خانہ، شفاخانہ وغیرہ کا قیام بھی اس کے مقاصد میں داخل ہے۔ اللہ کے فضل سے ہمارے ارادے بار آور ہو رہے ہیں۔ چنانچہ اب تک علاقہ و دیہات میں سیکڑوں تبلیغی جلسے منعقد ہو چکے اور سلفیہ لائبریری کے نام سے ایک عظیم لائبریری قائم ہو چکی ہے جس سے سیکڑوں افراد مستفید ہو رہے ہیں۔ اب ادارہ کو مزید مؤثر و پر کشش بنانے کے لئے ایک عمارت "تبلیغ اسلام منزل" کے نام سے تعمیر کی جانے والی ہے جس کے لئے ایک کثیر رقم کی ضرورت ہے۔ بحمد اللہ بنیاد پڑ چکی ہے۔ آپ سبھی حضرات سے اپیل کی جا رہی ہے کہ آپ مطلوبہ صدقہ جاریہ اس تعمیری سلسلہ میں تعاون فرما کر مشکور و ماجور ہوں۔

عبدالباقی منظر ناظم ادارۃ تبلیغ والارشاد
مقام سمرا، پوسٹ سری ڈانگر گڑھ ضلع بستی
(یو۔ پی)

ناظرین اپنا نام اور پتہ صاف لکھیں اور خریداری نمبر ضرور تحریر فرمائے ورنہ تعمیل نہ ہونے کی شکایت نہ فرمائے

از: ... (دوسری قسط)

اسلام میں شورائیت

اسلامی نظام کا مطالعہ کرنے والوں پر یہ بات مخفی نہیں کہ اسلام کے اندر شوریٰ کی اہمیت کیا ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا وامرھم شوریٰ بینھم۔ (شوریٰ) اور مسلمانوں کے معاملات آپس میں مشورے سے طے پاتے ہیں۔ اور سورہ آل عمران میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا حکم دیا گیا۔ وشاورھم فی الامر۔ (آل عمران)

شوریٰ اسلامی حکومت کی بنیاد ہے بلکہ یہ ایسا جزو ہے جو جدا نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ما رأیت احدا قط کان اکثر مشاورۃ لاصحابہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنے والا نہیں دیکھا۔

حاکم وقت پر عوام کا یہ حق ہے کہ وہ ان کے مشورے سے عمل کرے۔ اور عقل مند ہو۔ لیکن جس نے اس حق کو معطل کیا اور حاکم مشورہ کو ختم کر کے اور لوگوں سے مشورہ نہ لے اس کا معزول کر دینا واجب ہے۔ اور شوریٰ کی بنیاد پر حکومت اسلامی نظام میں آتی ہے اور ایسے حاکم کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔

شوریٰ کن امور میں؟

شوریٰ، اسلام نے مسائل میں مسلمانوں کو حکم دیا ہے کتاب و سنت جس مسئلہ میں مشورہ کی ضرورت نہیں کیونکہ وہاں ضرورت متعلقہ اور اہمیت کا حامل ہے لیکن بیان کیا گیا ہے جن کا تعلق اجتہاد سے ہے اور جو تفصیل میں جس میں کوئی نص شرعی نہیں ہے۔ اس صورت میں حاکم وقت پر واجب ہے کہ وہ مسلمانوں سے مشورہ کرے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسئلہ کے سلسلے میں سوال کیا جس کے متعلق کتاب و سنت میں کوئی بیان نہیں ہے تو آپ نے فرمایا:

اجمعوا له العابدين من المؤمنين واجعلوه شورى بينكم ولا تقضوا فيه برأي واحد

(مؤمنین میں سے عابدوں کو جمع کرو اور اس سلسلہ میں مشورہ کرو۔)

شوریٰ کی حقیقت اس صورت میں بالکل واضح ہو جاتی ہے جب کہ مسلمانوں کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے لئے ایسا امام حاکم کا انتخاب کریں جس کے اندر امامت و حاکمیت کی جملہ شرائط موجود ہوں یعنی وہ مسلم ہو، متقی ہو، بالغ ہو، حکیم ہو، اور اس کے اخلاق و عادات صالح ہوں کیونکہ حاکم سلطنت کا منصب بہت ہی نازک اور اہم ہے اس لئے ایسی صورت میں شوریٰ واجب ہے کیونکہ اس کا تعلق کسی ایک فرد سے نہیں بلکہ امت مسلمہ سے ہے اور ان کے معاملات سے ہے۔

اسلامی حکومت کو ہمیشہ شوریٰ اور اس کی اجماعت کی ضرورت ہے اس لئے حالات و ظروف کے مناسب قوانین اختیار کرنے کیلئے شوریٰ لازم ہے بشرطیکہ وہ اسلام کی نصوص اور اس کی روح سے متصادم نہ ہو۔ اس لئے کہ اسلام نے جدید اور غیر منصوص جزوی امور میں تفصیلی بیان سے تعرض نہیں کیا بلکہ ایک عام اور کلی اصول بیان کر دیا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ مسائل میں مشورہ کیا جائے گا مثلاً ملک کی سیاست اور قوموں کو مہیا کرنا، اعلان جنگ اور صلح وغیرہ کیونکہ اس صورت میں حاکم وقت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ خود رائی سے کام لے بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان امور میں اہل حل و عقد سے مشورہ طلب کرے اور ان کی رائے معلوم کرے کیونکہ وہ خطا و صواب کا شکار ہو سکتا ہے اس لئے وہ صرف اپنی رائے پر عمل نہیں کر سکتا۔

امت کی رائے پر عمل

حکومت کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اصحاب شوریٰ کی رائے پر عمل درآمد کرے اور اسے لازم سمجھے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ وہ مسلمانوں سے مشورہ کریں۔ اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے مشورہ فرمایا۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی بکر و عمر: لو اجتمعتما فی مشورۃ ما خالفتکما

(اگر تم دونوں کسی امر پر متفق ہو جاؤ تو میں بھی اس مشورہ کے خلاف نہیں کروں گا۔) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے مشورے قبول فرماتے تھے۔ غزوہ بدر کے موقع پر جب آپ نے ایک مقام پر صحابہ کے ساتھ قیام فرمایا تو حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے آپ سے سوال کیا کہ کیا اس مقام پر اللہ کے حکم سے قیام کیا ہے یا یہ آپ کی رائے ہے تو آپ نے فرمایا یہ میری رائے ہے تو حضرت حباب بن منذر نے کہا کہ مسلمانوں کو ایسے مقام پر اتارا جائے جہاں سے روانگی بہتر ہو۔ اس وقت آپ نے ان کے مشورہ پر عمل کیا کیونکہ بہترین قیادت وہی ہے جو دوسروں کے تجربات سے استفادہ کرے۔

اسی طرح آپ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا کہ لوگوں کو نماز کے لئے کس طرح جمع کیا جائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اذان کا مشورہ دیا آپ نے اسی کو اختیار فرمایا۔ جنگی قیدیوں کے سلسلے میں آپ نے مشورہ فرمایا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر عمل کیا۔ اسی طرح حباب نے آپ کو خطبہ کے لئے منبر کا مشورہ دیا اور آپ نے قبول فرمایا۔ غزوہ خندق کے وقت حضرت سلمان فارسی نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا تو آپ نے اسی پر عمل فرمایا۔

شوریٰ کی اہمیت

اسلامی شورائیت بہترین بنیادوں پر لوگوں کی حیات طیبہ کو استوار کرنے کے لئے قائم ہوتی ہے جس کے اندر حکومت اور رعایا اپنی آراء، معارف و تجربات سے ایک دوسرے کا تعاون کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے اصحاب شوریٰ کے علم و فہم میں زیادتی ہوتی ہے اور وہ عقل و تدبر کی راہ پاتے ہیں۔

جن اصولوں پر نظام حکومت قائم ہو ان میں حاکم و محکوم جب ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہوں تو حکومت کا نظام اچھی طرح سے چلتا ہے۔ یہاں پر صرف حاکم کا بیدار ضمیر و دل ہونا اور سیاسی مشکلات کو حل کرنے کی صلاحیت کا پایا جانا اور اللہ کی رضامندی کا طالب ہونا کافی نہیں ہے بلکہ ضروری ہے کہ رعایا و محکوم بھی ان صفات سے متصف ہوں۔ شوریٰ حکام و رعیت کے درمیان ربط کو مضبوط کرتا ہے اور مسائل عامہ کے اندر غور و فکر پر ابھارتا ہے اور امت کے مستقبل پر عمدہ طریقے سے غور کرنے کی دعوت دیتا ہے اور حکومت کے معاملات میں اشتراک اور حکام کی نگہداشت کی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔

جب لوگ باہمی امور و معاملات میں ایک دوسرے کے شریک کار ہوں تو ایسی صورت میں آپس میں نزاع و جنگ کوئی معنی نہیں رکھتی۔

اسلامی نظام حکومت شوریٰ کی بنیادوں پر لوگوں کے لئے امان ہے وہ امت کو ڈکٹیٹر شپ کے تسلط سے نجات بخشتا ہے اور تمام لوگوں کو جماعت کی خدمت کی طرف متوجہ کرتا ہے اور لوگوں کو شوریٰ اور اس پر قائم رہنے والوں پر اعتماد کی دعوت دیتا ہے۔

شورائیت۔ اکثریت کی رائے

یہ بات واضح ہو چکی کہ جن امور میں مشورہ کیا گیا ہو اور امت ایک رائے پر متفق ہو چکی ہو تو حاکم پر لازم ہے کہ وہ اس پر عمل کرے لیکن جب اصحاب شوریٰ کی رائیں مختلف ہوں ... ایسی صورت میں حاکم وقت کو اختیار ہے کہ وہ ایک رائے کو دوسرے پر ترجیح دے کر عمل کرے۔ اور اگر کسی ایک طرف اکثریت کی حمایت حاصل ہو تو ایسی صورت میں حاکم پر لازم ہے کہ وہ اکثریت کی رائے پر عمل کرے گرچہ یہ اس کی ذاتی رائے کے خلاف پڑ رہی ہو۔ غزوہ احد کے موقع پر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات کی خبر ملی کہ کفار مکہ احد تک پہنچ چکے ہیں تو آپ نے صحابہ کو جمع کر کے مشورہ کیا کہ آیا مدینے سے نکل کر ان کا مقابلہ کیا جائے یا مدینہ کے اندر رہ کر۔ اس وقت آپ کی اور کبار صحابہ کی ایک جماعت کی رائے یہ تھی کہ مدینے کے اندر رہ کر مقابلہ کیا جائے اگر کفار مدینہ میں داخل ہوں تو مسلمان سامنے سے اور عورتیں چھتوں کے اوپر سے کفار کی مدافعت کریں۔

لیکن صحابہ کی اکثریت کا اصرار یہ تھا کہ مدینے سے نکل کر مقابلہ کیا جائے اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثریت کی رائے پر عمل کیا اور اپنی رائے کو ترک کر دیا اگرچہ بعد میں واقعات نے اس بات کو واضح کر دیا کہ آپ ہی کی رائے صائب تھی۔

یہ اس صورت میں ہے جبکہ حاکم وقت کی رائے کسی شرعی نص سے مستنبط نہ ہو لیکن اگر حاکم وقت جہد اس کا استناد کسی نص شرعی پر ہے تو ایسی صورت میں وہ اپنی ہی رائے کو ترجیح دے گا جیسا کہ مانعین زکوٰۃ کے سلسلے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جنگ کا عزم مصمم کیا اور اس سے نہ ہٹے۔

حاکم کو معزول کرنا!

شریعت اسلامیہ نے حاکم سلطنت کو مطلق العنان نہیں چھوڑا ہے بلکہ امت پر اس بات کو لازم قرار دیا ہے کہ وہ برابر اس کی نگرانی اور محاسبہ کرتی رہے کیونکہ اسلامی نقطہ نظر سے حاکم سلطنت کی حیثیت بنیادی طور پر رعایا کے ایک وکیل کی ہوتی ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ جب وکیل وکالت کے حدود سے تجاوز کرے یا اپنی ذمہ داری انجام دینے سے عاجز و قاصر ہو تو رعایا کو اس بات کا حق پہنچتا ہے کہ وہ اسے معزول کر دے۔ ... مطلق العنانی ... مامور ... دولت ... مسلمین

از مولانا عبدالرؤف صاحب رحمانی جھنڈا نگری

رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کی کاروائی

۱۷؍ اکتوبر ۷۹ء کو رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کی پہلی نشست تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ شیخ صفوت السقا امینی نے صدارت کیلئے شیخ ابن باز کا نام لیا جو بالاتفاق پاس ہو گیا۔ اس کے بعد حاضرین کے نام سنائے گئے۔ رابطہ میں پہلی بار آنے والے ممبروں سے چند کلمات کہنے کی ہدایت کی گئی۔ مجھ سے شیخ امینی نے کان میں کہا کہ تم پہلی بار آئے ہو اس لئے کچھ کلمات کہہ دو گے۔ مولوی عبدالعلیم الہٰی کی زبانی میں نے کہا کہ اگر آپ عربی میں بات نہ کر سکتے ہوں تو اردو میں کہہ دیجئے میں اس کا ترجمہ کر دوں گا۔ میں نے حمد و صلوٰۃ کے بعد کہا کہ نیپال کے مسلمانوں کے ایک نمائندہ کی حیثیت سے میں پہلی بار رابطہ میں آیا ہوں صاحب المعالی الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز اور صاحب المعالی الشیخ محمد علی الحرکان امین عالم اسلامی و دیگر تمام اعضاء مجلس کا شکر گزار ہوں اور اس رابطہ کے ذریعہ اہل اسلام کی اتحاد عالم میں جو خدمت ہو رہی ہے اس کے استحکام و فروغ کے لئے دعا گو ہوں اور ساتھ ہی جلالۃ الملک خالد کی شفاء کلی اور وطن کی طرف بخیریت واپسی کے لئے دعا گو ہوں۔ نیپال کی مسلم جمعیت کے لئے اپنے وقت پر مقالہ پیش کروں گا۔ شیخ ابن باز نے حسب دستور جزاکم اللہ بارک اللہ فیکم تحریر فرمایا۔ اس کے بعد امین عام شیخ محمد علی الحرکان نے کچھ حکم سنایا اس سلسلہ میں مردو زن جزائر انڈمر، قبرص وغیرہ کے مسلمانوں کی مساعدت کے سلسلہ میں کچھ سوالات عبداللہ العلی المطوع نے اٹھائے جس کے جواب میں شیخ صفوت السقا نے کہا کہ درمیانی آدمی کچھ ناقص نکلے اس حال کا ازالہ ہونے لگا خفیہ طور سے رپورٹ ملی تو ہم نے اپنے سری (خفیہ) فائل میں اس طرح کے معاملات کر رکھا ہے۔ کسی شیخ نے کہا کہ ایک علیحدہ میٹنگ ہو جس میں شیخ عبداللہ العلی المحمد ہوں اور شیخ صفوت السقا امینی اور شیخ محمد ناصر ہوں اور وہاں ان فائلوں اور سری کاغذات کو دیکھ لیا جائے شیخ ابن باز نے اس تجویز کو پسند کیا۔

۱۸؍ اکتوبر کو دوسری نشست!

آج بیت المقدس اور فلسطین کے سلسلہ میں شیخ ابو ہشام فلسطینی نے بڑی پر جوش تقریر کی۔ شیخ عبداللہ العلی المطوع (کویت)، شیخ عبداللہ ابراہیم انصاری (قطر)، اور شیخ انعام اللہ (پاکستان) اور دیگر ممبران نے بیت المقدس کی آزادی اور مسئلہ فلسطین کے حل کرنے کے سلسلہ میں زبردست تقریریں کیں۔ شیخ محمد محمود صواف نے تقریر کرتے ہوئے پر جوش لہجہ میں کہا کہ یہ مسئلہ صرف فلسطین والوں کا نہیں ہے بلکہ اسلام اور یہودی کا ہے ان کی بڑی قوتیں ہیں، کیا ہم ساری طاقت بے سرکتی ہو گئی ہیں اب یہ مسئلہ سامنے ہے کہ اسلام باقی رہے یا نہیں عاذر عبادات باقی رہیں یا نہیں۔ ایک عرب شیخ نے کہا کہ بیت المقدس اور فلسطین کے سلسلہ میں جو کچھ حکومت سعودیہ مالی خدمت کر سکتی ہے وہ کر رہی ہے لیکن اس کے ساتھ ضروری ہے کہ دیگر اسلامی تنظیمات اور اوقاف کے ذمہ دار مسلمین اسلام کو اس طرف پوری قوت کے ساتھ متوجہ کیا جائے۔

شیخ حسنین مخلوف المصری نے فرمایا کہ ہم اہل مصر آپ کے تمام قرار دادات و تجاویز کے ساتھ ہیں اور تمام تقریروں کا خلاصہ یہ ہے کہ شیخ ابن باز رئیس المجلس حفظہ اللہ و نفع بعلومہ نے فرمایا ہے۔ شیخ ابن باز نے شیخ ابو ہشام فلسطینی کی تقریر کو ایک جامع تقریر سے تعبیر کیا اور یہ فرمایا کہ رابطہ عالم اسلامی کی طرف سے تمام سفراء و ممالک کے وزراء اور اوقاف کو اطلاع دی جائے کہ اس قضیہ کے سلسلہ میں اپنی اپنی حکومتوں سے امداد کو موثر بنائیں۔

شیخ ابو ہشام نے اپنی دوسری تقریر میں کہا کہ میں آپ سب کا شکر گزار ہوں کہ قضیہ فلسطین و بیت المقدس پر آپ حضرات مسلسل توجہ دے رہے ہیں آپ کی ہمدردی بجائے خود فلسطین کیلئے ایک بڑی مدد ہے میں علماء و مجاہدین اسلام کو اس میں سرگرمی سے حصہ لینا چاہئے اگر سب متوجہ ہو جائیں تو یہودیوں کا استیصال بھی حل ہو سکتا ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ عالم اسلام اس طرف جلد توجہ کریں یا علماء دستخط ثبت کر دیں کہ ہم نے بیت المقدس کو یہود کے ہاتھ بیچ دیا ہے یا یہ کہیں کہ بیت المقدس کو ہم یہود کے ہاتھ میں رہنے نہیں دیں گے۔ آج عالم اسلام کے لوگ امریکہ کی طرف نظر کر رہے ہیں یہ غلط ہے خود کو ضعفاء میں شمار کرنا بھی غلط ہے ہم بفضل خدا بہت قوی ہیں ہر مسلمان کو شعور رکھنا چاہئے انشاء اللہ تعالیٰ

اپنے مجاہدین کی مدد کرتا ہے۔ اس کے بعد شیخ صفوت السقا امینی الساعد نے کہا کہ ہمارا پیغام شیخ یاسر عرفات کو پہنچا دیا جائے کہ ہم قضیہ قدس میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں کہ ہم کو رابطہ بیت المقدس اور فلسطین کے قضیہ پر ایک خاص میٹنگ منعقد کر رہا ہے جس میں تمام سفراء ممالک وزراء اوقاف اور تمام اسلامی ملکوں کے نمائندے اور علماء کو حج کے موقع پر جمع کریگا تاکہ بیت المقدس اور مسجد خلیل کے بارے میں بحث کی جائے اور تمام اسلامی ملکوں کو آزاد کرانے پر غور و فکر کیا جائے۔ انھوں نے کہا کہ وزیر عراق، وزیر بحرین، وزیر اردن، وزیر اوقاف مصر، مفتی جمہوریہ سلطنت سلطان انڈونیشیا، سفارت خانہ جمہوریہ متحدہ مصر، اور جدہ کے تمام سفارت خانے کے سفراء کو حج کے ارتج پر جمع کیا جائے گا تاکہ مسجد اقصیٰ کے مسئلہ پر غور کیا جائے اور اس کا حل نکالا جائے گا۔

آخر میں شیخ ابو ہشام نے کہا کہ آج کے مسائل و جرائد اور ہمارے فلسطینی اخبارات میں اشاعت کے لئے دیا جائے اور نیپال کے شیخ نے بیت المقدس اور فلسطین کے مسئلہ میں اپنی پر زور تائید پیش کی اور مبارکباد کے پیغامات بھیجے۔ (باقی آئندہ)

ڈوہا میں تبلیغی اجلاس

مدرسہ فرقانیہ ڈوہا نیپال کے زیر اہتمام ۱۲؍ اکتوبر کو تبلیغی اجلاس منعقد ہوا جس میں مشہور علماء کرام مولانا ابراہیم صاحب رحمانی، الحاج مولانا خلیل الرحمن صاحب مدنی، مولانا عبدالجمال صاحب اثری، مولانا ابوالجمال صاحب نیپالی، مولانا عارف سرتی صاحب، مولانا ابراہیم صاحب رحمانی، مولانا امان اللہ صاحب آزاد، مولانا امین صاحب اثری، اور جامعہ اسلام سینٹ صاحب بستوی وغیرہم نے شرکت فرمائی۔ اس اجلاس کے روح رواں جناب محمد اور لیس صاحب پردھان تھے۔ جو بڑے سرگرم ہیں یہ تبلیغی اجتماع بڑے خوش اسلوبی سے ختم ہوا۔

(عبداللطیف صدیقی مدرسہ فرقانیہ)

کاروائی اجلاس جامعہ محمدیہ

۱۲،۱۳؍ مارچ کو عبداللہ ... طلبہ کا ایک مشترکہ اجلاس منعقد ہوا جس کے خطبہ کی صدارت مولانا عبدالجلیل صاحب رحمانی بستوی اور مولانا محمد سلمان صاحب سرتی، مولانا بشیر احمد صاحب نے کی تقریر فرمائی۔ اجلاس بخیر و خوبی کامیابی کے ساتھ پایہ تکمیل کو پہنچا تمام اراکین اور احباب خیر نے بڑی دلچسپی ظاہر کی اور انشاء اللہ یہ جامعہ آگے بھی ترقی کرتا رہے گا۔ مزید توفیق عنایت فرمائے۔

(ناظم مدرسہ جامعہ محمدیہ)

ضلعی جمعیت اہلحدیث بریلی کے اعلان

جملہ برادران اہلحدیث کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ہمارے ضلع کے سفراء کو چندہ وصول کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ جناب الحاج عبدالمالک صاحب ضلعی جمعیت کے صدر کی دستخط شدہ رسید کے ساتھ جمعیت کی جانب سے ... مدارس کی طرف سے چندہ لینے والے کا ذکر نہ کرنے پر شرعی کاروائی کی جائے گی ... ضلع کی جمعیت ... کی ضرورت ہے ... سند ... نائب صدر ... جمعیت بریلی

(ڈاکٹر اسلم حسین ناظم ضلعی جمعیت اہلحدیث بریلی)

ایک سلفی بزرگ کی رحلت

۲۴ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ کو جناب محمد صدیق صاحب، مقام ... ضلع ... کے انتقال فرما گئے۔ مرحوم نے مولانا ابراہیم ... مرحوم آبادی کی دعوت پر مسلک اہلحدیث قبول کیا تھا اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے آمین۔ ناظرین سے دعاء مغفرت کی درخواست ہے۔

(احسان الحق ...)

بقیہ اسلام اور شوریٰ ایمت

کرنے کا اس کا مطالبہ ہے اس طریقے سے اسلام عالم کو تسلط سے نجات حاصل کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ بیان کرتا ہے حقیقت میں اسلامی نظام حکومت میں کے اندر حاکم سلطنت شوریٰ سے منتخب ہے جس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے اور عملی طور پر آپ نے جو سلطنت اسلامیہ کے حاکم اول بنے لوگوں کے سامنے پیش کر دیا ہے۔

(باقی آخرہ)

از مولانا محمد ثناء اللہ عمری ایم اے لیکچرار شعبۂ انگریزی ہندو کالج ۔ مچھلی پٹنم آندھرا
(قسط ۳)

حافظ کا عربی کلام

(۲۲)

ان تقرب عن ذی الاراک طائر خیر
فلا تفر دعن و تفر ما امین دعائی

اراک پیلو کا درخت، ذی الاراک پیلو کا جنگل، مراد محبوبہ کا مقام، مطلب یہ ہے کہ ذی الاراک سے قریب ہو اور میرے محبوب کا وطن اس کے پاس سے جہاں ہو آنا ہو (؟) ہمیں تو، کی بجائے حافظ نے، طائر خیر استعمال کیا ہے، قمر [illegible] کا صلہ غالبا غلطی سے «عن» کی بجائے «من» درج ہوگیا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ کوئی بالی کبوتر آجائے کہیں الہامہ ہو سکتے

جس میں نام مرا ہو خط لیے آتا ہو کا
دیکھ ہر گز کوئی کبوتر کا !

(۲۳)

وان دمیت بالعین و صرت رما نقص عھد
فما قلبی بقلبی و ما استطاب مذاقی

اگر میں آنکھیں خون رنگ ہو گئیں اور میں ہڈیوں کا ڈھانچہ ہو گیا ہوں تو مجھے تیری پروا نہیں ۔ الفاظ یہ عاشق معشوق کی بے رخی اور بے وفائی کا یقین دلا رہا ہے۔ دوسرے مصرعہ میں «قلبی» میں مذاقی پر توبات نہیں جچتی، کیونکہ نفس، مونث ہے اور ترکیب یہ کہ نفس قلب نہیں بنا جا سکتا، اس لئے کہ اس کا عطف «مستطاب» درست تو ہے، ایک حل یہ ہے کہ «نفسی» پڑھا جائے یعنی میری سانس، یہ لفظ اس تلفظ کے ساتھ مذکر ہے۔

(۲۴)

یا ملجئ الیرایا یا واھب العطایا
عطفا علی مقل حلت به الدواھی

اے مخلوق کے ملجا، اے عطیوں کے دینے والے اس نگاہ پر مہربانی کر جس پر مصیبتیں نازل ہو گئی ہیں۔ یہ اس قصیدہ کا شعر ہے جو خواجہ حافظ نے شاہ منصور کی شان میں کہا تھا منصور نے شاہ یحیٰی کو شکست دی تھی اور شیراز پر قابض ہو گیا تھا۔ اسی بنا پر اس میں مبالغہ کا عنصر غالب ہے۔

(۲۵)

احمد اللہ علی معدلة السلطان
احمد شیخ اویس حسن ایلخانی

میں شاہ احمد شیخ اویس حسن ایلخانی کے انصاف پر خدا کا شکر بجا لاتا ہوں۔ قاآنی

مجاز میں نے تعریف کی ہے کہ سلطان احمد مرحوم بغداد کی قصیدہ خوانی ہے۔ اس میں «احمد» دو ہیں، پہلا فعل اور دوسرا اسم علم ہے۔

(۲۶)

سلام اللہ ما کر اللیالی
علی ملک الکلام و المعالی
(۲۷)
علی وادی الاراک و من علیھا
و دار بالللوی فوق الرمال

جب تک راتیں اور دن گردش کرتے رہیں گے، تب تک خدا کا سلام نازل ہو، اسی طرح پیلو کے جنگل اور میرے محبوب کا جو ٹیلوں پر ریتیلی زمین میں ہے، حافظ اپنے کسی سرپرست یا ممدوح بادشاہ، محبوبہ اور اس کی سرزمین اور خود اپنے گھر بار کی سلامتی کے لئے دعا گو ہیں۔ کسی عربی شاعر نے کہا ہے

(۲۸)

سلام علی نجد و من حل بالنجد
امرت وما امرا بالیت شعر تحت
حتی دعت البشیر عن الوصال

میں صبر کرتے کرتے مرا جاتا ہوں کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ وصل کا مژدہ سنانے والا کب آئے گا۔ وصال کا راستہ دیکھ دیکھ کر میری آنکھیں سفید ہو گئیں، کہ ہم ان کو خبر ہونے تک۔

(۲۹)

فحبک راحتی فی کل حین
و ذکرک مونسی فی کل حال

میری جان تیری محبت میری راحت کا سامان ہے، اور ہر حالت میں تیرا ذکر میرا غمگسار ہے، بادشاہ سے ہے۔

(۳۰)

سلیمیٰ منذ حلت بالعراق
الاقی فی ھواھا ما الاقی

پیاری سلمیٰ جب سے عراق میں مقیم ہوگئی ہے، میں اس کی محبت میں ناقابل بیان درد و کرب کا سامنا کر رہا ہوں، محبوبہ کی دوری نے مجھے بڑے مصائب سے دوچار کر دیا ہے۔

(۳۱)

ربیع العمر فی مرعی حماکم
حماک اللہ یا عھد التلاقی

زندگی کی بہار تمہارے حمیٰ کے سبزہ زار میں سرسبز ہے، اے عہد وصال! خدا تیری حفاظت کرے، اے شاعر! شب وصال کی طوالت کے لئے آسمان سے مخاطب ہے سے

شب وصال بہت کم ہے آسماں سے کہو
کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شب جدائی کا

(۳۲)

نھانی الشیب عن کل العشق اری
کسوی تقبیل خد و اعتناق

بڑھاپے نے مجھے ہر بارہ لڑکی سے روک دیا ہے سوائے رخسار کے بوسہ لینے اور ہم آغوش ہونے کے۔ لسان الشیب بیان کرتے شاعر ہیں۔ عشق حقیقی کے تاثر بعد کو ہوئے اوائل عمر میں گوشت پوست ہی کے آدمی تھے۔ دیوانہ عشق میں ادب کر انجیل چکے تھے ان خوشگوار یادوں کو یوں کر فراموش کر سکتے تھے، کیونکہ سے

گذر چکی ہے یہ فصل بہار ہم پر بھی

(۳۳)

دموعی بعد کم لا تحقروھا
فکم بحر عمیق من سواقی

ہمارے آنسو جو تمہارے فراق میں بہتے ہیں انہیں حقیر نہ جانو، بہت سے سمندر ہیں جو ہم نے نہروں سے جمع کئے ہیں سے

قطرہ قطرہ بہم شود دریا

(۳۴)

سبت سلمیٰ بصدغیھا فؤادی
و روحی کل یوم لی ینادی

اپنی زلفوں سے سلمیٰ نے میرے دل کو اسیر کر لیا ہے حالانکہ میری روح مجھے ہر روز پکار رہی ہے، یعنی روح کی تنبیہ کے باوجود وہ دل کے ہاتھوں مجبور ہیں۔

(۳۵)

امن انکرتنی عن حب سلمیٰ
غریق العشق فی بحر الوداد

اے وہ کہ تو نے مجھے سلمیٰ کی محبت سے باز رکھا ہے۔ میں محبت کے سمندر میں عشق کا ڈوبا ہوا ہوں، سلمیٰ کا ذکر چار بار آ چکا ہے۔

(۳۶)

یذ کیا شیرا عن موفقی و ھادی
ان تلق وصل نجد کتم بحسب حالی

اے ساربان! مجھے قید اور میری رہنمائی کرنے والے کا پتہ لگا۔ اگر نجد والوں سے تیری ملاقات ہو تو میری حالت زار ان کے گوش گذار کر دینا، اس شعر سے اچھا اور اہل نجد کے نام پیام یہ دونوں باتیں عربی شاعری کا عنصر ہیں۔

(۳۷)

للہ ذات وصل کان الحبیب فیھا
طار المعزول من نظرة الجمالی

ماشاء اللہ! وہ رنگ زار کیا ہی خوبصورت تھا۔ جب اس میں میرا یار تھا اب خالی خونی پہاڑوں کو تکتے تکتے ہم دیوانہ ہو گئے ہیں، حافظ مکین سے مکان کی زینت کے قائل ہیں۔

(۳۸)

العین ما نامت شوقا باھل نجد
والقلب ذات وجد فی دایة الغزال

اہل نجد کے عشق میں میری آنکھیں نیند سے آشنا نہ ہوئیں اور ہرن کی رفتار کے معاملے میں دل غمگین ہے۔ سے

مختصر حال چشم و دل ہے یہ
اس کو آرام اس کو خواب نہیں

حافظ کے عربی مصرعے ۔

الا یا ایھا الساقی ادر کاسا و ناولھا
کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلھا

اے ساقی! ساغر کا دور چلا، کیونکہ عشق آغاز کار میں سہل معلوم ہوا، لیکن انجام کار مشکلیں آ پڑتی ہیں، غم و الم کو غلط کرنے کے لئے حافظ شراب کا سہارا چاہتے ہیں۔ یہاں طلب اور وجہ طلب دونوں بیان ہوئے ہیں، ایک اور مقام پر «غم ایام» بھلانے کی خاطر حافظ یہی سہارا چاہتے ہیں سے

خاک بر سر کن غم ایام را
ساقیا برخیز و درده جام را

باقی آئندہ

قول فیصل

یعنی مولانا ابو الکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کا وہ بیان جو موصوف نے گورنمنٹ کے استغاثہ کے جواب میں تحریر کیا۔ اس میں تحریک خلافت اور سوراج کے اسباب و مقاصد اور ملک کے قومی و مذہبی فرائض پر مستند طور پر بتائے گئے ہیں۔ صفحات ۱۰۶ قیمت ۱۲ / ۔ ملنے کا پتہ: مکتبہ ترجمان، ۳۱۰ پرسی اسٹریٹ صدر بازار (دہلی)

اعلان

بحمد اللہ اراکین مدرسہ عربیہ دار العلوم مبلوجھا نے شعبۂ عربی و فارسی درجہ ادنیٰ و اعلیٰ تک کے بچوں کا داخلہ دسویں جون ۱۹۴۹ء سے ۲۵ جون تک منظور کیا ہے نیز خود کفیل و نادار طلبہ کے قیام و طعام کا انتظام کیا ہے۔ لہٰذا طلبہ اپنی درخواستیں مندرجہ ذیل پتہ پر بھیج کر جلد از جلد داخلہ کی منظوری کرا لیں۔

اراکین مدرسہ عربیہ دار العلوم مبلوجھا پوسٹ کٹھریا سام پور ضلع گونڈہ (یوپی)

دارالعلوم محمدیہ سلفیہ ٹانڈہ کا پہلا سالانہ جلسہ

ٹانڈہ۔ دارالعلوم محمدیہ سلفیہ کا پہلا سالانہ اجلاس زیر صدارت مولانا محمد یوسف صاحب سیفی مہتمم جامعہ محمدیہ عربیہ رائیدرگ منعقد ہوا۔ حسب پروگرام نشست اول میں علمائے کرام نے حاضرین اجلاس کے سامنے طالبات مدرسہ کا عربی ادب، صرف و نحو میں امتحان لیا۔ الحمدللہ تمام طالبات نے امتیازی درجہ اول سے کامیابی حاصل کی۔ نشست دوم میں خواتین کا پروگرام اور طالبات کا علمی مظاہرہ زیر صدارت نورجہاں بیگم صاحبہ صدر تعلیمی کمیٹی مدرسہ بیگم نور بانو مشیر آباد و زیر نگرانی رشیدہ بیگم جمیلہ بیگم و امۃ الرحمٰن سعیدہ صدر مدرسہ نسواں مشیر آباد و دارالعلوم منعقد ہوا۔ اور تیسری نشست بعد نماز عشاء اجلاس عام کا آغاز جناب حافظ محمد داؤد صاحب پیش امام مسجد مدینہ کی قرأت کلام پاک سے ہوا۔ مولانا نسیم احمد صاحب مظاہری پیش امام مسجد اشتیاق و مولانا عبدالغفار صاحب ندوی صدر دارالعلوم نسواں نے کر نول اور صدر اجلاس مولانا عبدالغنی صاحب سیفی کی تقریر میں علم کی اہمیت اور باہمی اتحاد و اتفاق پر بصیرت افروز تقاریر ہوئیں اور معتمد دارالعلوم نے سالانہ رپورٹ پیش کی۔ اور عبدالرزاق محمود نے نظم سنائی۔

محمد عبدالرحمٰن ندوی ٹانڈہ

حیدرآباد کا رحمانیہ اسکول

حیدرآباد کے چند مخلص اہل حدیث نوجوان گذشتہ سات برس سے رحمانیہ اسکول کے نام سے ایک ادارہ چلا رہے ہیں جس میں میڈیم انگریزی ہے ابتدائی سات جماعتوں میں کل تین سو طلبہ تعلیم پا رہے ہیں۔ خاص بات یہ ہے کہ سرکاری نصاب کے ساتھ دینیات کی تعلیم و تدریس کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔ اس ادارے کے کرایہ دھرنا اس اعتبار سے اپنی نظیر آپ ہے کہ الحمدللہ بخیال اور ہمدرد احباب سے قرض حسنہ لے کر پچاس ہزار کی ایک اچھی خاصی عمارت دانے۔ سی گھرڈ میں خرید لی اور اپنے حسن تدبیر سے اس قرض کا بیشتر حصہ ادا کر دیا ہے۔ اللہ نے انہیں ان کے خلوص کا پہلا ثمرہ اس شکل میں عطا فرمایا کہ اسکول کی ساتویں جماعت نے سرکاری امتحان میں ۹۰ فیصد کامیابی حاصل کی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

متفرقات

اب اس مدرسے کے منتظمین ایک اہم قدم اٹھانے کا ارادہ کر چکے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ شہر میں حیدرآباد میں اہل حدیث مکتب فکر کی ایک دینی درسگاہ کی بنیاد رکھیں جہاں دارالسلام عمرآباد اور ندوۃ العلماء لکھنؤ میں رائج درس نظامی کی تعلیم ہو۔ اس سلسلہ میں مذکورہ اسکول کی مجلس انتظامیہ کے ارکان نے بعض علماء سے صلاح و مشورہ کیا۔ اس غرض سے ایک نشست ہوئی۔ مولوی ابوالکلام احمد صاحب رائیدرگی نے اپنے خطاب میں عمرآباد کی تعلیمی خدمات کا ذکر کیا۔ ایک مولانا محمد عمر مرحوم کرنولی جن کی انتھک مساعی کی بدولت کرنول میں کئی ادارے دینی اور دنیوی علوم کی نشر و اشاعت میں سرگرم ہیں۔ دوسرے کاکا محمد عمر مرحوم صاحب عمرآباد جنہوں نے دارالسلام عمرآباد کی بنا ڈالی جو آج تقریباً ساٹھ برس سے علوم دین کی نشر و اشاعت کر رہا ہے اور ساری اسلامی دنیا میں مشہور ہو چکا ہے۔ مولوی صاحب موصوف نے نوجوان سامعین کی حوصلہ افزائی کی اور ان کے مذہبی عزائم کو سراہا۔

آپ کے بعد راقم الحروف محمد ثناء اللہ عمری ایم۔اے نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نوجوان ہر قوم کے ماضی کے محافظ، حال کے نگراں اور مستقبل کی امید ہیں۔ بڑے بوڑھے چراغ سحری ہیں جو بڑی دین کی امانت ہم تک پہنچائی۔ اب یہ نوجوان نسل کا فرض عین ہے کہ اس امانت کو آئندہ نسلوں تک منتقل کریں۔ اور ذہنی اور جسمانی قوتیں کی مصروفیات بقول غالب "عناصر میں اعتدال" کے مصداق وہی اس ذمہ داری سے خوش اسلوبی کے ساتھ عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ اتفاق کی سخت ضرورت ہے اتحاد بقول اقبال ؎

موج ہے دریا میں بیرون دریا کچھ نہیں

پھر مولوی سید معین الدین صاحب نے ان اسباب کی وضاحت فرمائی جو امت مسلمہ کی اتحاد کی راہ میں حائل ہیں امت مرحومہ مختلف فرقوں میں بٹ گئی ہے جن میں بعض نے انتہا پسندی ایک دوسرے کو کافر گردانتے ہیں۔ بنابریں اتحاد گو اہم ہے اور وقت کی پکار ہے لیکن یہ مہم کو سر کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ اللہ ہمیں ایک بلند خادم بن کر جینے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔ آخر میں مجوزہ مدرسہ کے ارباب حل و عقد

جناب احمد بن علی صاحب اور جناب نسیم الحق نے اس بیٹھک کے انعقاد پر مسرت اور علماء مشوروں کا شکریہ ادا کیا۔

نوٹ: ان شاء اللہ آئندہ شوال سے اس دینی درسگاہ کا پہلا تعلیمی سال شروع ہو گا السعی منا والاتمام من اللہ

محمد ثناء اللہ عمری کریم اسٹیٹ حیدرآباد

دفتری اعلان

بعض احباب دفتر کو خط بھیجتے ہیں مگر اس پر نام و پتہ لکھنا بھول جاتے ہیں یا دستخط خط شکستہ میں ہوتا ہے تو پڑھنے میں نہیں آتا جس سے دفتر کو فرمائش وغیرہ کی تعمیل میں رکاوٹ ہوتی ہے۔ اس لئے خط و کتابت اور منی آرڈر وغیرہ میں اپنا نام و پتہ صاف صاف تحریر کریں۔ (ادارہ)

تحریک اہل حدیث کی خدمات کے سلسلہ میں

جماعت اہل حدیث کے گذشتہ و موجودہ کارناموں کا ایک جامع و مکمل ریکارڈ تیار کرنا مرکزی جمعیت کے پیش نظر ہے مختلف مصالح کے بنا پر ایسا کرنا ضروری ہے اس لئے درج ذیل جماعتی اداروں کو چارٹ مرکز کو بھیجا جائے
(۱) مدارس جماعت اہل حدیث (۲) دارالمطالعہ (۳) لائبریریاں وغیرہ امید کہ اخوان جماعت اولین فرصت میں ان اداروں کی تفصیلات ارسال فرمائیں گے۔ (ادارہ)

حافظ و عالم کی ضرورت

ایک دینی ابتدائی مدرسہ کے لئے سلفی عالم کی فوری ضرورت ہے تعلیم کے علاوہ امامت و خطابت شامل فرائض ہے۔ عالم کا حافظ ہونا ترجیح ہوگی معاوضہ دو سو پچیس روپے علاوہ قیام و طعام ہوگا حافظ تراویح اس سے مستثنیٰ ہے حافظ و عالم حضرات فوراً توجہ فرمائیں

فیض الدین گلو مرچنٹ نیا مارکیٹ ڈاکخانہ کیجو گڑھ ضلع کیونجھر اڑیسہ

وفات حسرت آیات

میرے والد محترم جناب احمد صاحب جنگی بعمر ۹۰ سال بروز جمعرات انتقال ہو گیا۔ مرحوم پابند صوم و صلوٰۃ اور تہجد گذار تھے آخری وقت تک زبان پر ذکر الٰہی جاری تھا۔ ناظرین سے نماز جنازہ غائبانہ اور دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

عبدالحی۔ ویرانگ

اجلاس کیج ڈونڈوارہ ضلع اڑیسہ

۲۴-۲۵ اپریل ۱۹۷۰ء بروز جمعہ و ہفتہ کیج ڈونڈوارہ میں مقامی جمعیت کا سالانہ اجلاس ہوا جس میں حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب رحمانی بستی، ڈاکٹر مولانا سید صاحب کلکتہ کا حافظ محمد یوسف صاحب ... آگرہ اور مولانا حبیب الرحمٰن صاحب فریق اور ... کی ... درد و ... کی ایک کثیر تعداد ... نے شرکت کی ... مقامی حضرات کے علاوہ آگرہ، متھرا، ... اور قصور اور دیگر ... کے اخوان جماعت بھی شریک اجلاس تھے ... مردوں اور عورتوں کے لئے پردہ کا معقول بندوبست تھا اجلاس میں بعض درج ذیل امور پر غور کیا گیا۔

مسلم یونیورسٹی کا اقلیتی کردار حسبِ سابق مذہبی ... ملک کا تحفظ ... پر کافی اور خبریں مذکورہ مسائل پر تجاویز ... پاس ہوئیں جنہیں ... اور اخبارات میں اشاعت کے لئے بھیجا گیا ... اہل ... کی اکثریت میں ... کی بجائے ... گیا ہے منتظمین کے شکریہ کے ساتھ یہ اجلاس برخاست ہو گیا

نصیر احمد ناظم جمعیت اہل حدیث ... [illegible]

تفسیر محمدی شہرۂ دو پارے

تمام تفسیروں سے زیادہ معتبر تفسیر تفسیر ابن کثیر مصنفہ حافظ عماد الدین دمشقی کا اردو ترجمہ بنام تفسیر محمدی مترجم مولانا محمد صاحب جونا گڑھی عرصہ سے نایاب ہے ہمارے پاس پارہ اول و پارہ دوم محدود تعداد میں موجود ہیں قیمت چھ روپے اور چار روپے ہے شائقین مکتبہ ترجمان ۱۴۱۷ بلیس اسٹریٹ صدر بازار دہلی سے طلب فرمائیں۔

ضرورت عالم دین

مدرسہ حقانیہ کو ایک سلفی مسلک کے عالم دین کی سخت ضرورت ہے جو دینی اور دینیات کی تعلیم کے علاوہ امامت اور خطابت کے فرائض کو بخوبی انجام دے سکے۔ امیدوار با صلاحیت صاحب کردار اور اصلاحی اسپرٹ رکھنے والے ہوں۔ تنخواہ علاوہ قیام و طعام مبلغ ایک سو پچاس روپے ماہانہ جن کے ساتھ عمر تجربہ اور صلاحیت کی وضاحت کے درخواستیں بھیجیں (دیتا) ... ناظم حقانیہ کیرات عبدالجبار صاحب کمپاؤنڈ جامع مسجد گلی منڈی بھیلواڑہ ۱۹۰۰ء

از [illegible] خاں ندوی [illegible] گونڈہ

آہ! مولانا عبدالغفور صاحب ملا فاضل بسکوہری

[illegible] کی تاریخ میں [illegible] اور [illegible] کے دن بھی [illegible] بعض [illegible] جیسے ہوتے ہیں کہ [illegible] گویا کل کی بات ہے تازہ اور [illegible] کے زخم برابر تازہ رہتے ہیں۔

[illegible] انسانیت میں کتنے [illegible] لوگ [illegible] کتنے با مروت [illegible] یہاں تک کتنے عالم، فاضل، فلسفی، منطقی، محدث، مفسر، فقیہ، امام، مجتہد اپنے زمانوں میں آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔ مگر آخر میں ان سب کو موت کا پیالہ پینا پڑا۔ موت ایک ایسی حقیقت ہے جو روزانہ ہوتی ہے۔ کتنے ہزاروں لاکھوں لوگ دنیا میں روزانہ موت کے آغوش میں چلے جاتے ہیں۔ مگر کچھ خواص ایسے ہوتے ہیں جن کی موت سے انسانیت کو دھکا لگتا ہے۔ اور کتنے ہی لوگ اس کی وفات سے سوگوار ہو کر تڑپنے لگ جاتے ہیں اسی طرح [illegible] تاریخی [illegible] ۱۹۷۹ [illegible] بروز [illegible] حضرت علامہ مولانا عبدالغفور صاحب ملا فاضل بسکوہری کے انتقال کا سانحہ [illegible] جماعت اہل حدیث کو [illegible] پوری ملت اسلامیہ کو [illegible] بسکوہر (ضلع بستی) [illegible] مشہور [illegible] ہے۔ جو ضلع گونڈہ کی سرحد پر واقع ہے۔ بسکوہر کے [illegible] اتنا کافی ہے کہ اسی میں مولانا [illegible] کا گھر تھا۔ مولانا کے انتقال کے بعد علامہ بسکوہری ہی مرجع خلائق تھے آپ نے [illegible] قال اللہ و قال الرسول کے درس میں گذارا۔ آپ کے باقیات الصالحات میں آپ کے ارشد تلامذہ کی ایک بڑی جماعت ہے جو ملک کے کونے کونے [illegible] خطیب الاسلام مولانا عبدالرؤف صاحب جھنڈا نگری [illegible] مولانا عبدالمبین صاحب رحمانی سابق ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند آپ کے درسگاہ [illegible] سے ہیں۔

مولانا مسند درس کے [illegible] کے ساتھ شاعر بھی تھے۔ آپ نظمات، نظمیں اور قصیدے عربی میں کہتے تھے۔ آپ کا مشہور استقبالیہ نظم [illegible] کے اجلاس عام کے موقع پر عربی میں [illegible] کا اردو ترجمہ موصوف کے صاحبزادے مولانا ذکراللہ صاحب [illegible] ندوی نے کیا تھا۔

آپ ہندوستان کے مختلف مدارس عربیہ میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ لیکن کچھ دنوں سے مسلسل اپنی ناسازی طبع کی وجہ سے اعزہ و اقارب اور دوست احباب کے شدید اصرار پر یہ سلسلہ ترک کر دیا تھا۔ اور مستقل اپنے گھر میں رہنے لگے تھے۔ چند ماہ سے بیماری میں اضافہ ہو گیا۔ مولانا ذاکر کی زبانی معلوم ہوا۔ تو جناب [illegible] الدین خاں صاحب ناظم اعلیٰ ضلعی جمعیت گونڈہ و حاجی عبدالوہاب صاحب جنرل سکریٹری اور خاکسار، مولانا کو دیکھنے کے لئے بسکوہر حاضر ہوئے۔ مولانا اپنی کمزوری کی وجہ سے زیادہ گفتگو نہیں کر سکتے تھے اس لئے گفتگو بہت مختصر رہی۔ کیسے معلوم تھا کہ یہ آخری ملاقات ہے۔

مولانا نے کبھی کسی مدرسہ کو مستقل ٹھکانہ نہیں بنایا۔ آپ جس ادارے میں بھی رہے بچوں کی اچھی تعلیم و تربیت، بلند نظری اور خیالات کی پاکیزگی کو ہمیشہ پیش نظر رکھا۔ [illegible] کی طرح طلباء کی آبیاری کی۔

مولانا بسکوہری کے اخلاق و کردار سے سب ہی متاثر تھے۔ ان کی سادگی اور قناعت ضرب المثل تھی۔ آپ کی جامعیت، علمی قابلیت اور وسعت نظر کا احساس خاص لوگوں کو تھا۔ سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ آپ میں شہرت و ناموری کا جذبہ بالکل نہ تھا۔ عام لوگ [illegible] مدرسہ کا مدرس ہی کہتے تھے۔ انہوں نے [illegible] کام زیادہ کیا۔ لیکن اپنے نام کو چھپانے کی کوشش کی۔ مولانا جادو بیان خطیب نہ تھے۔ اس کے باوجود ان کی باتیں اہل علم کے لئے مسحور کن ہوتی تھیں۔

مولانا کا جماعت سے برابر تعلق رہا۔ تحریک و مسلک اہل حدیث کے موقف کی ہر موقع پر حمایت کرتے رہے ضلعی جمعیت گونڈہ سے آپ کو کافی لگاؤ رہا جب بھی تلسی پور تشریف لاتے تو دفتر جمعیت میں ضرور آتے حالات سے واقفیت حاصل کرتے۔ مفید مشوروں سے نوازتے۔ مولانا خاکسار پر کافی مہربان تھے۔ آہ کیسے معلوم تھا کہ گونڈہ اور بستی کی یہ عبقری شخصیت اتنی جلد جدا ہو جائے گی مولانا کے انتقال سے دین کا ایک روشن چراغ بجھ گیا۔

آج مولانا مرحوم کے غم میں پوری جماعت سوگوار ہے۔ نماز جنازہ مولانا [illegible] صاحب اثری بازار نے پڑھائی۔ جنازہ میں قرب و جوار کے لوگوں کا بڑا ہجوم تھا۔ آنکھیں اشکبار تھیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا کی محبت [illegible] لوگوں کے دلوں میں جس درجہ تھی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

خاکسار مولانا کے صاحبزادگان مولانا ذکراللہ، مولانا حبیب اللہ، فضل اللہ اور جملہ اعزہ کے غم میں شریک ہے۔

آسماں ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے
پاک ارحم الراحمین ان کی نگہبانی کرے

جمشید پور کے فسادات کے متعلق

جمعیت اہل حدیث بمبئی کے وفد کی رپورٹ

جمشید پور کے المناک سانحہ کی خبر معلوم ہوتے ہی جمعیت اہل حدیث بمبئی کا ایک سہ نفری امدادی وفد جمعیت اہل حدیث مغربی بنگال کے عہدیداروں کے ساتھ ۸ مئی کو جمشید پور پہنچا۔ وفد جناب صدیق احمد صاحب صدر جمعیت اہل حدیث بمبئی، عبدالغفار صاحب خازن اور عبدالعزیز صاحب انصاری سکریٹری جمعیت اہل حدیث ایجوکیشنل سوسائٹی پر مشتمل تھا۔

شہری جمعیت اہل حدیث جمشید پور کے صدر جناب اسمٰعیل خاں صاحب و دیگر اراکین جمعیت کے ساتھ وفد نے مرکزی ریلیف کمیٹی جمشید پور کے صدر جناب شعبان الحق صاحب پرنسپل کریم سٹی کالج اور دیگر اراکین کمیٹی کے ساتھ مل کر جمشید پور کے تمام متاثرہ علاقوں کا دورہ کیا۔ وفد نے محسوس کیا کہ [illegible] شہر کے [illegible] ساکچی بازار، [illegible] (مانگو بستی) نالو بستی، [illegible] بستی اور [illegible] آباد علاقوں کو پوری طرح [illegible] کا شکار بنایا گیا ہے۔ یہ علاقے اب ہندوستان کی امن و امان [illegible] کر پوری دنیا میں ملک کی بدنامی کی بدترین مثال بن گئے ہیں۔ خاص طور پر معصوم بچوں اور بے گناہ بوڑھوں، خواتین اور معذوروں [illegible] بے بس لوگوں سے بھری ہوئی بس کے ساتھ آگ اور خون کی ہولی کھیلی گئی جس میں [illegible] اور راکھ کے سوا کچھ نہ بچ سکا۔

جمعیت اہل حدیث بمبئی نے [illegible] ہزار روپئے کی پہلی امداد مرکزی ریلیف کمیٹی جمشید پور اور جمعیت اہل حدیث جمشید پور کے مشترکہ [illegible] سے مظلومین میں تقسیم کی۔ جمعیت اہل حدیث بمبئی صوبہ بہار کے [illegible] اور [illegible] وزیر اعلیٰ عالی جناب [illegible] صاحب کی جرأت مندانہ امدادی خدمات پر مسرت کا اظہار کرتی ہے۔

(محمد یعقوب انصاری سکریٹری جمعیت اہل حدیث بمبئی عظمیٰ)

بقیہ باب القرآن

تو وہ اپنے کو جاہلوں میں کیوں شمار کرائے؟ اعوذ باللہ ان اکون من الجاہلین اور جو جاہل ہیں ان کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ ہر مسئلہ اور حکم پر کہہ کر دریافت کریں کہ بتاؤ اس بارے میں اللہ اور رسول کا کیا ارشاد ہے۔ یہی معنی ہیں اس آیت کریمہ کے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون بالبینات والزبر یعنی اگر تم کو مسئلہ معلوم نہ ہو تو اہل علم سے پوچھو دلائل کے ساتھ۔

فقہ کی کتابوں میں امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگردوں کے قیاسات اور آراء میں شدید اختلافات ہیں ممکن ہے کہ ایک قیاس صحیح ہو باقی غلط ہوں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ سب غلط ہوں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ سب قیاس صحیح ہوں کیونکہ حق ایک ہی ہوتا ہے فقہ کے مسائل کو جانچنے کے لئے قرآن و احادیث کا صحیح علم ضروری ہے جس سے علماء احناف کتراتے ہیں کیونکہ تقلید کا دامن چھوٹتا ہے۔ اور امام کی پیشوائی ___؟ ختم ہوتی ہے مزعوم یہ ہے کہ ہمارے امام تو امام اعظم ہیں بھلا ان کی رائے اور قیاس قرآن و حدیث کے خلاف کیسے ہو سکتا ہے۔ فقہ کی کتابوں میں جو کچھ ہے عین قرآن و حدیث ہے یہ مزعومہ اسی وقت ہے جب کہ امام ابوحنیفہ کے دو تہائی فتووں سے ان کے شاگردوں نے اختلاف کیا ہے اور غلط بتایا ہے۔ یہ حقیقت دو اور دو چار کی طرح بدیہی ہے لیکن عقل [illegible] ملاؤں کی سمجھ سے بالاتر ہے وہ یہی کہتے رہیں گے کہ ہندوستانی مسلمانوں پر امام ابوحنیفہ کی تقلید واجب ہے یہ شیطانی وسوسہ ہے جس کی اتباع سے اللہ تعالیٰ نے سابق آیت میں منع کیا ہے اور اس آیت میں کورانہ تقلید کی جو یہودیوں اور مشرکوں کا شیوہ ہے مذمت کی ہے۔

آہ! مولینا بسکوہری

حضرت العلام مولانا عبدالغفور صاحب کی رحلت کی خبر [illegible] میں پہنچی تو [illegible] والد گرامی حضرت العلام سید اقبال حسین صاحب نے بڑے درد و کرب سے فرمایا افسوس ہمارا ضلع آج ایک عظیم اور بے مثل خطیب [illegible] مدرس سے محروم ہو گیا۔ اب اس پایہ کا کوئی عالم نہ رہا۔ میرے بچپن [illegible] مولانا سے [illegible] رشتہ تھا [illegible] ذات بابرکات اور علم و فضل سے بہت زیادہ واقف ہوں، آہ دست قضا نے کسی کو نہیں چھوڑا۔ یہ کہہ کر [illegible] جنازہ میں شرکت [illegible] ضعف و ناتوانی نے بسکوہر جانے سے محروم کر دیا [illegible] شرکت کی نماز جنازہ میں مسلمانوں کی بڑی تعداد تھی [illegible] غیر مسلم بھی شریک تھے مولانا مرحوم مدرسہ قاسم العلوم کے بہت پرانے محسن تھے تمام طلبہ اساتذہ نے دلی رنج و غم کا اظہار کیا اور نماز غائبانہ ادا کی۔ [illegible] سید عبدالاعلیٰ مدرس مدرسہ قاسم العلوم [illegible]

نبضِ عالم

آندھرا پردیش — آندھرا پردیش ۱۲ مئی کو آندھرا پردیش میں سمندری طوفان سے ایک ہزار کے قریب انسان لقمۂ اجل بن گئے۔ مرنے والے جانوروں کا کوئی شمار نہیں۔ بے پناہ مالی نقصانات ہوئے۔ باغات اجڑ گئے اور جسے بڑے بڑے تناور درخت گر پڑے۔ تباکو کے گوداموں کا تمام ذخیرہ بکھرا پڑا ہے۔ نیز جانوروں اور انسانوں کی لاشیں بکھری ہوئی ہیں۔ لاکھوں عوام بے گھر ہو گئے بجلی کی لائنیں اور سڑکیں ٹوٹ پھوٹ گئیں کروڑوں روپیہ کا غلہ برباد ہوا۔ ہزاروں مکانات منہدم ہو گئے سب سے زیادہ متاثر ہ کا خشنہ ضلع ہوا ہے۔ اس علاقہ میں تین دریا ہیں۔ جب سمندر کی طوفانی لہریں اٹھیں تو انھوں نے دریا کا رخ پھیر دیا۔ اور یہ دریا آبادیوں میں گھس آئے تفصیل رپورٹ کا انتظار ہے۔ سامان ہے سو برس کا پل کی خبر نہیں ۱۲۔

لندن — اگلے روز لندن کے ایک انگریز آرٹسٹ جان ڈیلی اسلامک سنٹر میں مشرف باسلام ہوئے۔ سینٹر کے امام شیخ جمال الدین نے ان کا اسلامی نام خالد نعمان صدیقی ڈیلی رکھا ہے۔ خالد نعمان کی شادی آئندہ ہفتہ ایک مسلم خاتون سے ہوگی ۱۲۔

لندن — برطانیہ کی نئی وزیر خارجہ مسز تھیچر نے کہا کہ اس وقت دنیا کے تقریباً ۱۲۰ ملکوں میں سے صرف ۲۵ ملکوں میں جمہوریتیں قائم ہیں۔ انھوں نے امریکہ کی جریدہ "ٹائم" کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ روس اب بھی کمیونزم کے ذریعہ دنیا پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ روس تمام دنیا کے لئے ایک مستقل خطرہ ہے۔ روسی خطرہ کا مقابلہ کرنے کے لئے برطانیہ کی قوت بڑھائی جائے گی ۱۲۔

تہران — موصولہ اطلاع مظہر ہے کہ ایران کا ملکی نظم و نسق ابھی تک بحال نہیں ہو سکا۔ پولیس کہیں نظر نہیں دکھائی دیتی پولیس کا سارا کام انقلابی رضا کار ہی انجام دے رہے ہیں۔ حکومت کے دفاتر خالی ہو چکے ہیں۔ افسران سرکاری کارندے احتساب کے خوف سے فرار ہو چکے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ جرنیلوں اور افسروں کو سزائے موت دیئے جانے سے عوام پوری طرح مطمئن ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی سرکاری افسر باقی رہ جاتا تو عوام اسے خود ہی گولی مار دیتے۔ اس میں بے قصوری کا کوئی سوال نہیں ہے جس کا قریب ترین تعلق شاہ سے رہا ہو وہی بڑا مجرم ہے۔ ایران کے خلاف تحریک میں کام کرنے والے شاہ کے خلاف اٹھ گئے اور کہا کہ شاہ کے خلاف تحریک فرقہ وارانہ نہیں بلکہ صحیح معنوں میں اسلامی تھی یہ نظام قدرت ہے کہ حکمران طبقہ عاقبت کے نشے میں پبلک کی جان و مال عزت و آبرو کی حفاظت نہیں کر سکتا اور نہ کر سکتا ۱۲۔

انجام نہیں ہوتا ہے۔ چوہے کی موت مارا جاتا ہے اور اس کو کہیں پناہ نہیں ملی شاہ نے کرسی بچانے کے لئے اپنی فوج میں زیادہ تر عیسائی اور یہودی بھرتی کر رکھے تھے۔ ان کی ڈیوٹی تھی کہ عوام ابھرنے کی کوشش کریں تو ان کو گولی کا نشانہ بنا دیا جائے۔ کسی نے بالکل صحیح کہا ہے کہ

ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں۔
ناؤ کاغذ کی کبھی چلتی نہیں۔

واشنگٹن — رابطہ عالم اسلامی نے امریکہ میں مقیم مسلمانوں کی دینی و تعلیمی رہنمائی کے لئے ایک پروگرام تیار کیا ہے جس کے تحت نئی مساجد کی تعمیر اور مکاتیب و مدارس کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ اس کے ساتھ رابطہ نے قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کی وسیع پیمانے پر تقسیم کا بھی منصوبہ بنایا ہے۔ اس سے پہلے سعودی عرب کے شاہ خالد رحمۃ اللہ نے امریکہ کے مسلمانوں میں مفت تقسیم کے لئے علامہ یوسف علی کے انگریزی ترجمہ قرآن کے تین ہزار نسخوں کا عطیہ دیا ہے ۱۲۔

ریاض — سعودی عرب میں ان دنوں حفظ قرآن پر بہت زیادہ زور دیا جا رہا ہے۔ جگہ جگہ مدارس حفظ قرآن کے لئے قائم ہو رہے ہیں۔ ان کی سرکاری وغیر سرکاری طور پر سرپرستی کی جا رہی ہے۔ مکہ کے ایک سرکاری ذمہ دار نے اپنی جیب سے دو لاکھ ریال کا عطیہ دیا ہے جو شہر تقسیم کے ایک مدرسہ حفظ قرآن کی ترویج کے لئے صرف کیا جائے گا ۱۲۔

مکہ مکرمہ — مکہ اسلام میں منعقدہ عالمی مقابلہ قرأت میں پہلی پوزیشن سعودی عرب کے قاری عبدالباری عبدالرحمٰن نے حاصل کی ہے۔ ان کی عمر ۲۵ سال ہے۔ حرم شریف کے ذمہ داران اور قوم نے ان کے جہاں تجوید کی تعلیم حاصل کی ہے۔ قاری صاحب جید حافظ ہیں۔ گیارہ سال کی عمر میں حفظ سے فارغ ہوئے۔ قرآن اب بھی ان کو اچھی طرح یاد ہے ان کے اہتمول قرآن کو حفظ کرنا۔ کیسے کیسے فرماتے ہے کہ ہر حافظ اللہ میں کم سے کم تین پارے ضرور پڑھا کرے ۱۲۔

بنگلہ دیش — گرمی کی شدید لہر سے بہار کے مختلف علاقوں میں اب تک ہلاک ہونے والوں کی تعداد ۱۵۱ ہو گئی ہے۔ ان میں زیادہ تر غریب طبقہ کی عورتیں اور بچے ہیں ۱۲۔

ڈیرہ دون — مسٹر سنجے گاندھی یہاں اپنی اہلیہ اور اپنے وزراء کے ہمراہ ایک مقدمہ کے سلسلہ میں آئے تھے وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نعرے لگاتے ہوئے عدالت کے احاطہ میں داخل ہوئے

دوسری پارٹی کے حامیوں نے ان کے خلاف نعرے لگائے۔ عدالت کے احاطہ میں تھوڑی دیر تک ہنگامہ ہوتا رہا۔ اشتعال انگیز احکام کی خلاف ورزی پر سنجے گاندھی کو ان کے دو سو ساتھیوں کے ساتھ گرفتار کر کے ضلع جیل بھیج دیا گیا ہے ۱۲۔

ممبئی — جنتا پارٹی کے صدر مدھیہ پردیش اسمبلی مسٹر ایف ایم خان نے یہ کہا کہ اس کی ملاقات میں بتایا کہ حکومت خود نہیں چاہتی کہ اردو بل کا مسئلہ حل کرنے کے بارے میں اقدامات ہوں وزیر اعظم مسٹر دیسائی کی تفصیلات سے ناخوش ہیں۔ مسٹر خان نے مزید کہا کہ ان میں جنتا پارٹی کے لیڈروں سے ملاقات کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ تیاگی بل کو برسر اقتدار پارٹی کے ممبران کی تائید حاصل نہ ہو سکے گی۔ انھوں نے کہا کہ اس صورت میں مسٹر تیاگی اپنے مذہبی آزادی بل کو واپس لینے کے لئے تیار ہو گئے ہیں کہ حکومت خود اپنی طرف سے اس مقصد کے لئے بل پیش کرے ۱۲۔

نئی دہلی — مرکزی وزیر پیٹرولیم و کیمیاوی کھاد مسٹر بہوگنا ۲۰ مئی کو سعودی عرب اور دوسرے ملکوں کے ایک ہفتہ کے دورہ پر جا رہے ہیں۔ ۲۰ مئی جمعرات کو آپ سعودی عرب کے ذمہ داروں سے اس مسئلہ پر گفتگو کریں گے کہ ہندوستان کو اضافی مقدار میں تیل مل سکے جس کی طلب بڑھتا ہے۔ ماسکو میں مسٹر بہوگنا دو دن گزاریں گے ۱۲۔

علی گڑھ — ایس ایس پی مسٹر سکسینہ نے بتایا کہ کسی ناخوشگوار واقعہ کی کوئی اطلاع نہیں ملی ہے۔ انھوں نے کہا کہ گرفتار شدگان کو آتش زنی اور لوٹ مار کے سلسلہ میں احتیاطاً گرفتار کئے گئے ہیں۔ ان میں یونیورسٹی کے متعدد طلبہ بھی شامل ہیں۔ انھوں نے اس خبر کی پرزور تردید کی کہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کیمپس پر پولیس کے چھاپہ کے دوران ناجائز اسلحہ پکڑا گیا۔ واضح رہے علی گڑھ میں رات کا کرفیو ابھی تک نافذ ہے۔

نئی دہلی — ایران کے سابق ہندوستانی سفیر جناب بدرالدین طیب جی حال ہی میں ایران کے غیر سرکاری دورہ سے واپس آئے ہیں موصوف نے انڈیا انٹرنیشنل نئی دہلی کے جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ ایران میں زندگی پوری طرح معمول پر آ گئی ہے ٹریفک کو کنٹرول کرنے کے لئے پولیس اور فوج کے بجائے نوجوان امور میں بڑی مستعدی سے یہ کام انجام دے رہے ہیں۔ خواتین خوشی سے پردے کی پابندی کر رہی ہیں کوئی دباؤ ان پر نہیں پڑا ہے۔ عام استعمال کی چیزوں کی فراہمی میں کوئی دقت نہیں ہوتی

سعودی عربیہ کے چیف جسٹس کی دہلی میں تشریف آوری

سعودی عرب کی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس شیخ عبداللہ بن عقیل محمد دورے پر ہندوستان تشریف لائے۔ ۱۹ اپریل ۱۹۷۹ء کو تقریباً ۹ بجے پالم ایر پورٹ پہنچے، پرجوش خیر مقدم کیا گیا۔ جماعت اہلحدیث اور دیگر جماعتوں کے ارکان و افراد کے ساتھ سعودی سفارت خانہ کے ذمہ دار بھی استقبال کرنے والوں میں تھے۔ سفارت خانہ کی کار میں آپ کو مہمان خانہ ہوٹل لایا گیا۔

چیف جسٹس اسی روز شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن صاحب سے ملنے گئے اور ان کی عالمی تنظیم کے جنرل سکریٹری کے مکان پر ملے۔ ہم مسلم پرسنل لاء اور تنظیموں کے عہدے داروں سے ملاقات ہوئی۔ ۲۰ اپریل کی صبح وفد جمعیت اہلحدیث کے صدر دفتر کو دیکھنے کے بعد لال قلعہ دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔

چیف جسٹس کے والد بزرگوار کا نام جناب حافظ حمید اللہ صاحب احباب میں سے تھے ۲۹ اپریل کو حافظ صاحب مرحوم کا مکان دیکھا (بعد ازاں) مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ کا محل دیکھنے کے لئے باڑہ ہندو راؤ گئے۔ دعائیہ کے بعد بہت متاثر ہوئے۔ مرکزی جماعت سے ملاقات کی خاطر محل کشن گنج بھی قدم رنجہ فرمایا۔ نائب صدر مرکزی جمعیت اہلحدیث جناب حافظ محمد یحییٰ صاحب عزیزی، قاری صاحب، جنرل سکریٹری و دیگر صاحب کے ساتھ اخوان جماعت کی بڑی تعداد وہاں موجود تھی۔ شیخ حفظہ اللہ نے احباب جماعت سے ملاقات پر بڑی مسرت اور دلچسپی کا اظہار فرمایا۔ اخوان جماعت کے ساتھ محبت بھری گفتگو اور مذاکرے کے بعد مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

۳۰ اپریل کو موصوف عازم بمبئی ہوئے پالم ایرپورٹ پر مرکزی جمعیت اہلحدیث کے بعض ذمہ دار اور دیگر جماعتوں کے ارکان نے الوداع کہا۔ (نوٹ) جناب چیف جسٹس کے والد مرحوم، میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی کے بلاواسطہ شاگرد تھے۔ (ادارہ نگار)

اوپر کی تمیتوں میں کوئی خاص اضافہ ہوا ہے۔ البتہ عوام اور خواص میں شاہ اور شاہ کے خاندان کے خلاف سخت غم و غصہ ہے۔ عوام بعد براہ مہربانی بندوق سے کو نشانہ بنانے کی بجائے شاہی خاندان کے افراد کے بڑوں کو نشانہ بنا کر صحرا میں چھوڑ دیتے ہیں۔ موصولہ اطلاع مظہر ہے کہ ایران کی سپریم کونسل نے انقلابی کمیٹی کی تحریک پر شراب کی لاتعداد بوتلیں پھوڑ کر ضائع کر دی ہیں۔ ان تمام پر لکھا ہے

D (O) 712

FORTNIGHTLY TARJUMAN

317, PRESS STREET, SADAR BAZAR, DELHI-110006

ایسے آپ کب نہیں؟

جب گرمی کے دنوں میں ،،

تب آپ شربت روح افزا لیجیے

ہمدرد

شربت روح افزا

گرمیوں میں سب کی ضرورت، سب کی پسند

HD-43/82/U

التوحید

اسلام کے بنیادی عقیدۂ توحید پر نہایت جامع آسان اور تحقیقی کتاب جس میں توحید کی تعریف، توحید کے اقسام توحید کی فضیلت، قرآن و احادیث اور اقوال صحابہ و تابعین کی روشنی میں توحید کا تفصیلی بیان نہایت دل نشین اور عام فہم انداز میں کیا گیا ہے۔

ساتھ ہی شرک اور اس کے تمام اقسام کی نہایت مدلل و جامع تردید کی گئی ہے عالم اسلام کے مشہور عالم علامہ شیخ احمد بن حجر قاضی محکمہ شرعیہ کی کتاب تطہیر الجنان والارکان عن درن الشرک والکفر ان کا مولانا مختار احمد ندوی کے قلم سے نہایت آسان اردو ترجمہ یہ کتاب اس لائق ہے کہ اسے ہر گھر میں رکھا اور پڑھا جائے۔

قیمت ۲/۵۰ روپے پچاس پیسے

الدار السلفیہ۔ حاسل بلڈنگ، مومن پورہ بمبئی ۱۱

عصری اسلوب میں اسلامی لٹریچر

مولانا وحید الدین خاں کے قلم سے

- دین کیا ہے صفحات ۲۲ قیمت ۱/۵۰ • تجدید دین صفحات ۴۸ قیمت ۲/۰
- تعمیر ملت صفحات ۴۸ قیمت ۲/۰ • الاسلام صفحات ۱۶۱ قیمت ۱۲/۰
- ظہور اسلام صفحات ۲۰۰ قیمت ۵/۰ • زلزلۂ قیامت صفحات ۶۴ قیمت ۲/۰
- مذہب اور جدید چیلنج: علم جدید کا چیلنج کا نظرثانی شدہ ایڈیشن صفحات ۲۴۴ قیمت ۳۰/۰
- تاریخ کا سبق: صفحات ۴۰ قیمت ۲/۰ • عقلیات اسلام صفحات ۴۰ قیمت ۲/۰
- ماہنامہ "الرسالہ" اپنی نوعیت کا واحد دینی اور تعمیری رسالہ، زر تعاون سالانہ ۳۲/۰

مکتبہ الرسالہ جمعیۃ بلڈنگ قاسم جان اسٹریٹ دہلی ۱۱۰۰۰۶

کتابیں منگانے کا پتہ

مکتبہ ترجمان ۳۱۷ پریس اسٹریٹ صدر بازار دہلی ۶

بے مثال طبی علاج

انڈو جینوئن دواخانہ دہلی

کو بجا طور پر یہ فخر حاصل ہے کہ وہ چالیس سال سے مسلسل اپنے مایۂ ناز طبی بورڈ کے ذریعہ بہترین طبی خدمات انجام دے رہا ہے۔ یہ دواخانہ ہندوستان اور غیر ملکوں میں مشہور اور نیک نام ہے اور لاکھوں مریض اس کی پراثر اور مجرب دواؤں کو استعمال کر کے صحت یاب ہو چکے ہیں۔ آپ بھی اگر اشتہاری دواؤں کے استعمال سے تنگ آ گئے ہیں اور طاقت و تندرستی سے مایوس ہو چکے ہیں تو خدا پر بھروسہ کر کے ایک بار ہم سے "سوالنامہ صحت" اور طبی ہدایات و مزاج سے متعلق دلچسپ معلومات مفت طلب کر کے اپنی بیماری کے بارے میں لکھ کر بھیجیں۔ ہمارا طبی بورڈ آپ کی صحیح تشخیص کے بعد مناسب تجویز لکھ کر آپ کو بھیجے گا۔ خط و کتابت پوشیدہ رہے گی۔ ہندوستان کا نامور اور ہر دلعزیز دواخانہ
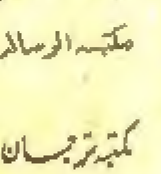
انڈو جینوئن دواخانہ، پوسٹ بکس ۵۴۔ انڈو ڈاکخانہ ... دہلی